مقامِ محمود

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

مقامِ محمود

ترتیب و تدوین:

اَجمل علی مجدّدی

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 042-7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

بسم الله الرحمن الرحيم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ
وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں وکشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	**مقامِ محمود**
تصنیف	:	**شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری**
ترتیب و تدوین	:	اَجمل علی مجدّدی
معاونت	:	محمد یوسف
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	جنوری 2008ء
تعداد	:	1,100
قیمت پریمئر کاغذ	:	-/110 روپے

❁ ❁ ❁

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور رِیکارڈڈ خطبات سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مقامِ محمود
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	اَجمل علی مجدّدی
معاونت	:	محمد یوسف
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	جنوری 2008ء
تعداد	:	1,100
قیمت اِمپورٹڈ کاغذ	:	150/- روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور رِیکارڈڈ خطبات سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.org

فہرس

مشتملات	صفحہ
۞ پیش لفظ	۱۱
آیتِ مبارکہ کے تفسیری نکات	۱۹
مقامِ محمود کا معنی و مفہوم	۲۰
محمود کا معنی	۲۱
حمد و شکر میں فرق	۲۱
''حمد'' ایک وسیع المعنیٰ لفظ	۲۲
مقامِ محمود حضور ﷺ کی شانِ حمد کا مظہر ہے	۲۲
لفظِ حمد کا اطلاق	۲۳
صنعت کی تعریف دراصل صانع کی تعریف ہے	۲۴
حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہے	۲۴
نامِ خدا، مقامِ مصطفیٰ ﷺ	۲۶
ساری کائنات کے محمود	۲۷
مقامِ محمود اور مقامِ محمدیت ﷺ	۲۷

صفحہ	مشتملات
۲۹	محمد ﷺ ...... سراپا اکملیت
۳۱	میدانِ حشر، مقامِ محمود اور شفاعتِ کبریٰ
۳۳	روزِ محشر حضور ﷺ کی مختلف مقامات پر تشریف آوری
۳۶	مقامِ محمود کے معانی کا اجمالی بیان
۴۲	مقامِ محمود کے معانی کا تفصیلی بیان
۴۲	❁ امام ابن جریر طبریؒ کے نزدیک مقامِ محمود کی تفسیر
۴۲	۱۔ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے
۴۵	۲۔ اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا
۴۷	❁ امام بغویؒ کے نزدیک مقامِ محمود کا معنی
۵۱	❁ قاضی عیاضؒ کے نزدیک مقامِ محمود کا مفہوم
۵۱	۱۔ مقامِ محمود، مقامِ شفاعتِ کبریٰ ہے
۵۵	۲۔ حضور ﷺ کو شفاعت سے پہلے سبز پوشاک کا پہنایا جانا
۵۶	۳۔ عرش کے دائیں طرف قیام
۵۸	۴۔ اللہ عزوجل کا اپنی کرسی پر نزول اور حضور ﷺ کا خصوصی قیام
۶۰	۵۔ خصوصی نداء اور کلماتِ حمد کا عطا کیا جانا

صفحہ	مشتملات
۶۲	۶۔ اہلِ ایمان کے آخری گروہ کی دوزخ سے نجات
۶۶	۷۔ جمیع اُمم کے لئے شفاعتِ عظمیٰ کا اختیار دیا جانا
۷۲	۸۔ اللہ وَعَزَّلَ کا حضور ﷺ سے سوال: ما ترید أن أصنع بأمّتک
۷۴	۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کا استقبال
۷۷	۱۰۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھانا
۸۰	۞ امام ابن الجوزیؒ کی تفسیر
۸۱	۞ امام قرطبیؒ کے ہاں مقامِ محمود کے اطلاقات
۸۱	۱۔ مقامِ شفاعت ہی مقامِ محمود ہے
۸۳	شفاعت کی اقسام
۸۳	(۱) شفاعتِ عامہ
۹۲	(۲) إدخال قوم الجنّة بغير حسابٍ
	(بغیر حساب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا)
۹۸	(۳) إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد ما استوجبوا النّار بذنوبهم
	(عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا)

صفحہ	مشتملات
۱۰۳	(۴) إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد الإخراج من النّار
	(اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا)
۱۰۷	(۵) الشفاعة لزيادة الدّرجات في الجنّة
	(جنت میں درجات کی بلندی کے لیے شفاعت)
۱۱۳	۲۔ روزِ قیامت لواءِ حمد کا عطا کیا جانا
۱۱۵	۳۔ اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا
۱۱۶	مفسرین و محدثین کی آراء
۱۱۹	۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنا
۱۲۲	امام خازنؒ کا موقف
۱۲۴	علامہ ابن تیمیہ کی رائے
۱۲۶	علامہ ابن قیم الجوزیہؒ کی تصریح
۱۲۷	امام ابن حجر عسقلانیؒ کی تشریح
۱۳۲	علامہ عینیؒ کی شرح
۱۳۴	امام قسطلانیؒ کی تائید
۱۳۶	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر

صفحہ	مشتملات
۱۳۸	۞ علامہ شوکانیؒ کی شرح
۱۳۸	۱۔ مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے
۱۳۸	۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو لوائے حمد کا عطا کیا جانا
۱۳۹	۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جانا
۱۳۹	۴۔ حضور ﷺ کی مطلق حمد
۱۴۰	۞ علامہ جمال الدین قاسمیؒ کی تفصیلی بحث
۱۴۱	علامہ واحدیؒ کے اعتراضات
۱۴۲	اعتراضات کا جواب
۱۴۳	دیگر ائمہ کے اقوال و تصریحات
۱۴۳	(۱) اِمام ذہبیؒ
۱۴۵	(۲) امام مروزیؒ
۱۴۹	اِجلاس اور قیام کی روایات میں تطبیق
۱۵۳	۞ مآخذ و مراجع

پیش لفظ

تحریکِ منہاجُ القرآن کا یہ اِمتیاز بلاشبہ اِس دورِ فتن میں ایک جذبۂ عمل کی صورت میں محسوس کیا جاچکا ہے کہ یہ تحریک حقیقی معنوں میں رسول نما تحریک کے طور پر آگے بڑھ رہی ہے۔ اِس کے توسط سے بدعقیدگی کا پھیلتا ہوا سیلاب نہ صرف رُکا ہے بلکہ ہر طبقۂ زندگی کے لوگ عشق و محبتِ رسول ﷺ کی متاعِ گراں بہا سے اپنے عقیدہ و عمل کو منوّر کر رہے ہیں۔ قائدِ تحریک نے نسبتِ مصطفوی ﷺ کی اَہمیت و افادیت مضبوط علمی دلائل کے ساتھ قلوب و اَذہان میں راسخ کی ہے۔ ان ایمان اَفروز عملی سرگرمیوں میں سرفہرست حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی کے خطابات اور کتب ہیں۔ خاص طور پر ہر سال ماہِ میلادِ رسول ﷺ (ربیع الاول) کے ایک ایک دن اور ایک ایک رات کو جس طرح مسرت و اِمتنان کے جشن کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سے قائدین و کارکنان کے جذبوں کی صداقت پورے ماحول کو منوّر کر دیتی ہے۔ یہ سلسلہ اب پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں سے نکل کر اَطراف و اَکنافِ عالم میں پہنچ گیا ہے۔ اِن محافلِ ذکر و نعت کے ساتھ ساتھ گوشہ درود شریف کی مجالس کا مقدس سلسلۂ رنگ و نور بھی کُو بہ کُو پھیل رہا ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ بھی تو رفعتِ ذِکرِ رسول ﷺ کے اُلوہی مشن کا حصہ ہے۔ محبتِ رسول ﷺ خود ایک طاقت ور جذبہ ہے جو دنیا کے ہر خطے میں بلا روک ٹوک ہر تہذیب، ہر رنگ و نسل اور ہر زبان بولنے والوں کے دلوں سے پھوٹتا اور آنکھوں سے اَشک بن کر رواں دواں رہتا ہے۔ ایسے ہی جذبوں، مسرتوں اور کیف و سرور سے بھرپور

گزشتہ سال ربیع الاول شریف کی اِبتدائی دس روزہ تقریبات کے دوران میں ایک شام ایوانِ قائد کے باہر غوثیہ پارک (ماڈل ٹاؤن، لاہور) میں خواتین و حضرات سے بھرپور اِجتماع کے روحِ رواں حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلّہ العالی پر غیر معمولی رنگ نظر آ رہا تھا اور آپ پر ایک خاص قسم کا ذوق طاری تھا۔ ہر روز کی محفلِ میلاد کی طرح آج بھی نقیبِ محفل کارروائی کا آغاز کرنے جا رہا تھا مگر آج آپ نے فرمایا کہ ’’تلاوت میں خود کروں گا۔‘‘ یہ سننا تھا کہ شرکاے محفل دم بخود ہوگئے۔ خاموش اِنتظار کے وہ لمحات روحانی کیفیات میں اِضافہ کر رہے تھے۔ آپ نے سورۃ الاسراء کی آیات پڑھنا شروع کیں اور جب عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا پر پہنچے تو آپ کا صوتی ترنم اور ذوقِ تلاوت دیدنی تھا۔ آیت مبارکہ کو آپ بار بار دہرا رہے تھے اور ہر بار پوری محفل پر اَنوار کی بارش میں اِضافہ محسوس ہو رہا تھا۔ پھر آپ نے تلاوت ختم فرمائی تو خلافِ معمول ان آیات مبارکہ کا ترجمہ بھی خود ہی بتانا شروع کر دیا۔ پھر لفظی ترجمے سے سلسلہ آگے بڑھا تو ذوقی اور عرفانی نکات کی قطار لگ گئی اور پھر...... ایک منفرد ایمان اَفروز گفتگو ایک متموّج ندی کی مانند پھیلتی چلی گئی۔ حاضرین اس کی روانی اور محبت و عشق کی فرحت بخش کیفیت میں ڈوبتے چلے گئے کیونکہ یہ موضوع قیامت کی ہول ناک منظر کی جھلک کے ساتھ ساتھ مرحلۂ شفاعت اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کے منفرد مقام و مرتبے کی حیران کن تفصیلات کا اِحاطہ کر رہا تھا۔

کم و بیش ایک گھنٹے پر مشتمل عظمت و رِفعتِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے متعلق یہ گفتگو اگرچہ ریکارڈ ہوچکی تھی لیکن موضوع کی اَہمیت کے پیشِ نظر چند اَحباب خصوصاً ناظمِ اَعلیٰ تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی درخواست پر حضرت شیخ الاسلام نے کیو ٹی۔ وی کی نشریات کے لیے ’’مقامِ محمود‘‘ پر چند دن بعد دوبارہ خطاب فرمایا۔ اِس کی پہلی نشست

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے لائبریری ہال میں منعقد ہوئی جو آیت مذکورہ بالا کے پہلے حصے ''مقام مشہود'' کے عرفانی بیان پر مشتمل تھی اور دوسری نشست منہاج القرآن سیکرٹریٹ کے سبزہ زار میں بعد نمازِ عشاء منعقد ہوئی جو تین گھنٹوں سے زائد دورانیے پر مشتمل تھی۔ اس خطاب میں آپ نے عام حاضرین و سامعین کی دل چسپی اور ذہنی سطح کو بھی سامنے رکھا اور حسبِ ضرورت تفسیر و حدیث سے بھی حوالہ جات کی مدد لی۔

آیتِ مذکورہ بالا کی تشریح پر مشتمل ان دونوں نشستوں کے خطابات بعد ازاں کیو ٹی۔ وی کے ذریعے پوری دنیا میں سنے اور سراہے گئے۔ چنانچہ ہر سلسلۂ خطاب کی طرح اَحباب نے اس گفتگو کو بھی کتابی شکل میں مرتب کیے جانے کی خواہش کا اِظہار کیا۔ FMRi نے یہ ذمہ داری نوجوان ریسرچ اسکالر اَجمل علی مجددی کے ذِمے لگائی۔ انہوں نے جب اِبتدائی ترتیب و تدوین کا کام مکمل کر لیا تو فیصلہ ہوا کہ اسے ''ماہنامہ منہاج القرآن'' میں بھی قسط وار شائع کیا جائے۔ چنانچہ ماہنامہ کے ڈپٹی ایڈیٹر محمد یوسف نے حسبِ ضرورت اس میں کمی بیشی کی اور راقم نے بھی پورے مرتبہ مواد کی نظر ثانی کی۔ اب یہی مرتبہ خطاب دلائل کی ترتیب اور عنوانات کے اِضافوں کے ساتھ اِس کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ جب کہ پہلی نشست کا خطاب ''صاحبانِ مقامِ مشہود'' کے نام سے نشر ہو چکا ہے، مگر تا حال کتابی صورت میں مرتب نہیں ہو سکا۔ تاہم ''مقامِ محمود'' کو بلا توقف آپ کے مطالعے کے لیے کتابی قالب میں شائع کیا جا رہا ہے۔

میری محدود معلومات کے مطابق اِس موضوع پر بلا شبہ یہ پہلی مستقل کتاب ہے۔ فضائل کی کتب میں حسبِ ذوق اَکابر علماء اور تصوف کی کچھ کتب میں بعض صوفیاء و عرفاء نے مقامِ محمود پر عرفانی تفاسیر بیان کی ہیں۔ اس طرح مفسرین کرام نے بھی آیتِ مذکورہ کے تحت اَحادیث اور آثار کو درج کیا ہے۔ لیکن یہ دلائل اور نکات یک جا نہیں

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس اَہم موضوع پر اپنے بندہ خاص حضرت شیخ الاسلام کو ہی اِس توفیق سے سرفراز فرمایا اور ہمیں بھی آپ کی معاون ٹیم کی حیثیت سے اِس پر کام کرنے کی سعادت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اِس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمیں مزید نفع بخش علمی تعاون کا اہل بنائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

ڈاکٹر علی اَکبر الازہری
ڈائریکٹر رِیسرچ
فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

”یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا
(یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی
طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)o“ (بنی اسرائیل، ۱۷:۷۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربِ کائنات نے اِنسانیت کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اِن انبیاء کرام کو جہاں اعلیٰ اخلاق و معاشرتی اطوار سے بہرہ یاب کیا وہاں انہیں چند ایسی خصوصیات سے بھی نوازا جو دیگر عام انسانوں میں ناپید تھیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے یہی خصائص انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کی اِس عظیم المرتبت جماعت کے امام اور سرخیل ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں تمام انبیاء و رُسل کے خصائص و امتیازات بدرجہ اُتم جمع فرما دیے گئے۔ اس خصوصیت میں اوّل تا آخر کوئی آپ ﷺ کا ہمسر و ثانی نہیں۔

اللہ رب العزّت نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کو ایسے خصائص سے نوازا جو بے حد و بے مثال ہیں۔ یہ خصائص قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ ان خصائص و امتیازات سے حضور نبی اکرم ﷺ کے اعلیٰ مقام اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ ﷺ کی افضلیت کا اظہار ہوتا ہے، جس کے فہم سے ہماری ناقص عقل عاجز ہے۔

روزِ قیامت حضور ﷺ ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے امام اور تمام نوعِ انسانی کے قائد ہوں گے۔ آپ ﷺ فرشتوں کے جلو میں براق پر سوار ہوں گے، حمد الٰہی کا پرچم آپ ﷺ کے دستِ رحمت میں ہو گا اور اولین و آخرین اس کے سائے میں صف باندھے آپ ﷺ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہوں گے۔ آپ ﷺ لباسِ فاخرہ زیبِ تن فرمائے، عرش پر اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ ﷺ کے لیے عرش پر خصوصی نشست کا اہتمام کیا جائے گا جس پر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تشریف فرما ہوں گے۔ تمام اُمتیں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ ﷺ کی شفاعت کی خواستگار ہوں گی۔ آپ ﷺ کو

شفاعتِ کبریٰ کا اختیار دیا جائے گا، آپ ﷺ اپنی گنہگار اُمت کی شفاعت فرمائیں گے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزِ قیامت ایک خاص مقام عطا کیا جائے گا، یہ مقامِ محمود ہوگا اور یہ تمام خصائص آپ ﷺ کے اِسی مقامِ محمود کے تابع ہوں گے۔

مقامِ محمود حضور نبی اکرم ﷺ کے خواصِ اُخروی میں سے ہے۔ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو جس اَعلیٰ و اَرفع مقام پر فائز کیا جائے گا اُسے قرآن حکیم میں مقامِ محمود کا نام دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ ۖ عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (۱)

''اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نمازِ تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لیے زیادہ (کی گئی) ہے یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)۝''

---

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹

آیتِ مبارکہ کے تفسیری نکات

۱۔ اس آیتِ کریمہ میں ''عَسٰی'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو عام طور پر شک کا معنی دیتا ہے مگر جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف ہو تو پھر اس میں یقین کا معنی پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ شک والی بات کرے اُس کی ہر بات حتمی اور قطعی ہوتی ہے۔ اس لیے ''عَسٰی'' یہاں یقین کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ائمہ تفسیر کی یہ متفقہ رائے ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی ''عَسٰی'' کے لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہاں یہ لازمی اور یقینی امر کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔[1]

۲۔ اس آیت میں ایک اور خاص نکتہ بھی پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نمازِ تہجد ادا کرنے کا حکم دیا اور بطور صلہ روزِ قیامت آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ذرا غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی تہجد کی نفلی نماز کا صلہ یہ دیا کہ انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما دیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے فرائض کا صلہ کیا ہو گا؟ یقیناً وہ صلہ ہماری سوچ سے بھی بالا ہو گا۔ وہ مقامِ محمود کیا ہے؟ ذیل میں اس پر تفصیلی بحث کی جا رہی ہے۔

---

(۱) ۱۔ طبري، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۳
۲۔ ابن جوزی، زاد المسير فی علم التفسير، ۵: ۷۶
۳۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۳۴۲
۴۔ سيوطی، الدر المنثور فی التفسير بالماثور، ۴: ۱۴۰

مقامِ محمود کا معنی و مفہوم

محمود ایک مقام ہے جس پر حضور نبی اکرم ﷺ کو فائز کیا جائے گا۔ بعض علماء نے اس سے حضور نبی اکرم ﷺ کا ''قیام فرما ہونا'' مراد لیا ہے کہ مقام چونکہ ظرف ہے اس لیے حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت جس مقام پر کھڑا کیا جائے گا وہ مقامِ محمود ہے۔

بعض علماء نے مذکورہ معنی کے برعکس مقامِ محمود سے مراد وہ خاص مقام، منصب، درجہ، مرتبہ اور منزلت لیا ہے جس پر حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت فائز کیا جائے گا۔ اس معنی میں زیادہ وسعت، زیادہ صحت اور زیادہ بلاغت ہے۔ نیز مقامِ محمود کی تمام روایات اور احادیث جو مقامِ محمود کو بیان کرتی ہیں انہیں جمع کیا جائے تو یہی معنی اُن کی مراد کو سموتا ہے۔ اکثر علماء اور ائمہ تفسیر نے اسی دوسرے معنی کو اختیار کیا ہے۔ یہی معنی مذہبِ مختار ہے۔

اس مقام کو مقامِ محمود کیوں کہا گیا؟ اس کی تفصیل و تعبیر کتبِ حدیث میں بھی آئی ہے اور تمام تفاسیر میں بھی موجود ہے لیکن سب سے نفیس اور اعلیٰ بات حافظ ابنِ کثیرؒ (۷۰۰-۷۷۴ھ) نے مقامِ محمود کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمائی ہے:

إفعل هذا الّذي أمرتک به، لنقيمک يوم القيامة مقامًا يحمدک فيه الخلائق کلّهم وخالقهم تبارک وتعالی. (۱)

''اے محبوب! آپ یہ عمل (نمازِ تہجد) ادا کیجیے جس کا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے تاکہ روزِ قیامت آپ کو اس مقام پر فائز کیا جائے جس پر تمام مخلوقات اور خود خالقِ کائنات بھی آپ کی حمد و ثناء بیان فرمائے گا۔''

(۱) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۵: ۱۰۳

محمود کا معنی

ہم قرآن حکیم کی تلاوت کا آغاز اس آیت سے کرتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○[۱]

''تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے○''

محمود حمد سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا اپنا اسمِ گرامی بھی محمود ہے۔ محمود کا معنی ہے: ''جس کی تعریف کی جائے''۔ جس کے ذاتی کمالات، خصائص، فضائل اور عظمت و کمال کی حمد کی جائے اُسے محمود کہتے ہیں۔

حمد و شکر میں فرق

حمد و شکر میں یہ فرق ہے کہ حمد کسی کی ذاتی کمال پر تعریف کو کہتے ہیں۔ کسی کی ذاتی عظمت کی تعریف کرنا کہ وہ ہر نقص سے پاک ہے یہ حمد ہے۔ کسی کی ذاتی خوبیوں، ذاتی حسن، ذاتی عظمت، ذاتی سطوت، ذاتی جلال و جمال کو سراہنا اور اس کی تعریف کرنا اور کیے جانا حمد ہے۔ جب کہ کسی کے احسانات پر اُس کی تعریف کرنا شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا آغاز ان الفاظ سے نہیں کیا: اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ شکر ہے اس اللہ رب العزت کا جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی ابتداء میں اَلْحَمْدُ کہا، اَلشُّكْرُ کیوں نہیں کہا؟ اس لیے کہ شکر کی نسبت تو شکر ادا کرنے والے کی طرف ہوگئی کہ وہ شکر ادا کرے گا تو شکر ثابت ہوگا جب کہ ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی شکر گزار نہیں ہے۔ دنیا میں شاکر بھی ہیں اور شاکی بھی ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو ملتا ہے تو اس پر شکر ادا نہیں کرتے بلکہ جو نہیں ملتا اس پر شکوہ کناں رہتے ہیں۔ پھر کافر بھی ہیں جو اس کا شکر ادا ہی نہیں کرتے۔ وہ تو اس کی ربوبیت کو ہی نہیں مانتے، اس کے احسانات کو ہی نہیں مانتے تو اس کا شکر کیسے ادا کریں گے۔ لہٰذا اگر وہ یہ کہہ دیتا کہ اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ رَبِّ

(۱) الفاتحة، ۱:۱

الْعٰلَمِيْنَ تو اس کی تعریف محدود ہو جاتی۔ لا محدود کی تعریف محدود ہو جائے یہ اُسے پسند نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ شکر وہی کرے گا جسے اُس کے احسان کا شعور ہوگا کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں ایمان کے باوجود اُس کے احسانات کا شعور ہی نہیں ہے، اِس لیے اُس نے شکر کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ حمد کا لفظ استعمال کیا۔

''حمد'' ایک وسیع المعنیٰ لفظ ہے

گذشتہ گفتگو سے واضح ہوا کہ حمد کے معنی میں شکر کے مقابلے میں زیادہ وسعت ہے۔ شکر حمد کا حصہ ہے مگر حمد، شکر میں شامل نہیں ہے۔ حمد کا دائرہ وسیع ہے اور شکر کا دائرہ محدود ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے آغاز میں اپنا تعارف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے الفاظ میں کروایا۔ حمد بڑی عظیم شے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس بناء پر وہ محمود بھی ہے۔ وہ اس وقت بھی محمود تھا جب اس کی تعریف کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ حمد چونکہ اس کی ذاتی خوبی ہے اور یہ ذاتی خوبی مخلوق کی احتیاج سے بھی ماوراء ہے۔ وہ تعریف کرنے والوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ سب تعریف کرنے والوں کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس نے تعریف کرنے والوں کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ کوئی حامد تعریف کرے یا نہ کرے، وہ اپنی ذات میں ہر حمد کا حق دار ہے، ہر خوبی کا سزاوار وہی ہے۔ اس حمد کی بناء پر وہ محمود ہے۔

مقامِ محمود حضور ﷺ کی شانِ حمد کا مظہر ہے

جو وسعت، جامعیت، ہمہ گیریت اس حمد میں ہے وہی جامعیت و وسعت حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ مقامِ محمود میں بھی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیھم السلام مبعوث فرمائے مگر کسی کے مقام کا نام ''مقامِ محمود'' نہیں رکھا، کیونکہ محمود اس کا اپنا ذاتی نام ہے جو ہر حمد کا سزاوار ہے۔ حقیقی محمود چونکہ اللہ تعالیٰ ہی

کی ذاتِ بابرکات ہے اس لیے اس نے مقامِ محمود کے لیے محمد ﷺ کو چنا ہے۔ آپ غور کیجیے اِدھر قرآن حمد سے شروع ہو رہا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر اعلان ہو رہا ہے کہ محمودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جب کہ روزِ قیامت جب انتہائے کائنات کا وقت ہوگا تو اللہ رب العزت حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور پھر خود حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد بیان کر کے یہ واضح فرمائے گا کہ آج انتہائے حمد کا سزا وار صرف میرا محبوب ہے۔ گویا اللہ رب العزت فرما رہے ہیں: محبوب! تیری شانِ حمد کا عالم یہ ہے کہ یہاں اس دنیا میں محمود میرا نام ہے اس کو روزِ قیامت تیرا مقام بنا دوں گا۔ حضور ﷺ کے مقام کو مقامِ محمود کہہ دینا کوئی اتفاقیہ امر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نزول کے وقت یہ کہہ دیا کہ محبوب! تُو رات کی خلوت میں میری بارگاہ میں حاضر ہوا کر، میں تجھے روزِ قیامت جمیع مخلوق کے اجتماعِ عظیم میں مقامِ محمود پر فائز فرما دوں گا۔

امام ابن کثیرؒ نے مقامِ محمود کا جو معنی بیان کیا اس کی رو سے مقامِ محمود کو مقامِ محمود اس لیے کہا گیا کہ اُس روز ایک طرف ساری مخلوق حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کر رہی ہوگی تو دوسری طرف خود باری تعالیٰ بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد بیان کر رہا ہوگا۔

لفظِ حمد کا اِطلاق

جب ہم حمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کے اطلاق کے بارے میں یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے اس لفظ کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ نظریہ رکھنے والے سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے نعت کا لفظ تو ٹھیک ہے، حمد کا لفظ ٹھیک نہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا نام ہی محمد رکھا ہے۔ محمد کا لفظ بھی حمد کی طرح مَدَحَ سے مشتق ہے۔ محمد مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: ’’جس کی بار بار اور بے حد و حساب حمد کی جائے۔‘‘ دراصل حضور ﷺ کی حمد ہی اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی اور اعلیٰ حمد ہے۔

صنعت کی تعریف دراصل صانع کی تعریف ہے

ایک معمار کوئی عمارت تعمیر کرتا ہے۔ لوگ اگر اُس کی تعمیر کردہ عمارت کی خوبیاں بیان کریں یا اُس کے حُسنِ تعمیر کو سراہیں تو کیا وہ اس تعریف سے ناراض ہو گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ ایفل ٹاور، بادشاہی مسجد، شالامار باغ، تاج محل، آپ اِن عمارات کی بے حد و حساب اور مبالغہ کی حد تک تعریف کریں تو کیا اِس تعریف سے اِن عمارتوں کے معمار ناراض ہوں گے؟ ہاں اگر ساتھ کوئی دوسری عمارت ہے اُس کی تعریف کی جائے اور مذکورہ عمارت کی تعریف نہ کی جائے تو وہ معمار ناراض ہو گا لیکن اگر عمارت ہی ایک ہو اور آپ ساری عمر اُس کی تعریف کرتے رہیں تو اُس عمارت کا تعمیر کرنے والا کبھی ناراض نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ دراصل اُس کے تخلیق کردہ فنِ تعمیر کی تعریف ہو رہی ہے، جو براہِ راست اُس کی اپنی تعریف ہے۔ معمار کو تو کسی نے دیکھا، کسی نے نہیں دیکھا لیکن عمارت تو سب نے دیکھی ہے۔ گویا عمارت کی تعریف دراصل معمار کی تعریف ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزّت کو تو کسی نے نہیں دیکھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو تو سب نے دیکھا۔ اب حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔

اِسی طرح شاعر کی مثال ہے، آپ اُس کے دیوان کی تعریف کریں، اُس کی شاعری کی تعریف کریں تو وہ اس بات پر خوش ہوگا۔ شاعری کی تعریف دراصل شاعر کی ہی تعریف ہے۔ آپ علامہ اقبالؒ کی تعریف اس لیے کرتے ہیں کہ اُن کا کلام بہت جامع ہے۔ کلام اچھا ہے تو صاحبِ کلام بھی اچھا ہے۔ آپ کوئی پراڈکٹ لے لیں، دنیا کی کوئی صنعت لے لیں جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ اس کی کمپنی کی تعریف ہوتی ہے۔ یہ پوری کائنات کا قاعدہ ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہے

درج بالا مثالوں سے وضاحت کے بعد یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ

حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہرگز نہیں بلکہ رحمتِ الٰہی کا باعث ہے۔ اب اس بات کا جھگڑا نہیں رہتا کہ اگر کوئی حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرتا جائے اور کرتا ہی رہے، اللہ تعالیٰ اس کو سو سال عمر دے اور وہ ساری عمر حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف کرتا رہے تو اس بات سے اللہ رب العزت کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشی کیا ہوگی کہ میں نے جو محمد (ﷺ) بنایا ہے ساری کائنات اُسی کی تعریف کر رہی ہے۔ مخلوق کی تعریف کرنا دراصل خالق کی ہی تعریف ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سب سے حسین ہیں تو یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ اُس نے حسین بنایا ہے۔ اُولاد کی تعریف سے ہمیشہ ماں باپ خوش ہوتے ہیں، تصویر کی تعریف سے مصوّر خوش ہوتا ہے، شاگرد کی تعریف سے استاد خوش ہوتا ہے۔ اگر اولاد کی تعریف پر والد ناراض ہو کہ میری اولاد کی تعریف کیے جا رہے ہیں میری کوئی تعریف ہی نہیں کر رہا۔ مصنف کی کتابوں کی تعریف کریں اور مصنف ناراض ہو جائے کہ میری کتابوں کی تعریف کر رہے ہیں میری تعریف ہی کوئی نہیں کر رہا تو ایسا کہنا دراصل دماغ کی خرابی کا باعث ہے ورنہ اولاد کی تعریف والدین کی ہی تعریف ہے اور کتاب کی تعریف دراصل مصنف کی ہی تعریف ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ''ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔'' یہ سن کر ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ باری تعالیٰ! تو ساری تعریفوں کا حق دار کیوں ہے؟ اس کی کوئی دلیل بھی تو ہوگی؟ اس نے ساتھ ہی جواب دیا: ﴿رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ اس لیے کہ میں سارے جہانوں کا رب ہوں۔ میں نے سارے جہانوں کو بنایا ہے۔ جو کچھ میں نے بنایا ہے اس کو دیکھ لو کہ میں قابلِ تعریف ہوں یا نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اگر وہ قابلِ تعریف ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ ہر شے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اگر کسی نے اولیاء اللہ کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہ ہوگا کہ اُسی نے ہی تو ولایت دی ہے۔ کسی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہیں ہوگا کہ اُسی نے ہی تو نبوت دی ہے لہٰذا ان کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف

ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ساری عمر حضور نبی اکرم ﷺ کی ہی تعریف کرتا رہے تو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہو گا۔ حضور ﷺ کی تعریف جس جس جہت سے کرتے رہیں وہ سب الحمد للہ کے ضمن اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ جو کچھ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہیں۔ حضور ﷺ کا خالق و معمار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے ذہن میں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ حمد کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے۔

نامِ خدا، مقامِ مصطفیٰ ﷺ

تعریفوں کی بھی ایک حد ہے اور تعریف کرنے والوں کی بھی ایک حد ہے۔ فرمایا: حمد کا حق دار میں ہوں اور میں ہی محمود ہوں۔ قیامت تک محمود میرا نام رہے گا جب یہ کائنات ختم ہو گی تو اپنے اِس ''محمود'' نام کو اپنے محبوب کا مقام کر دوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شانِ اُلوہیت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی جو بھی تعریف کی جاتی رہی روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو اُن ساری تعریفوں کا عکس بنا دیا جائے گا۔ ساری اُمت مل کر حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہ اُس کی ہی شان ہے کہ اُس نے اپنے نام کو اپنے محبوب کا مقام بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے بہت سے نام حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کر رکھے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ شہید ہے اور اُس نے یہ نام حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی عطا کر رکھا ہے ...... وہ رحیم ہے، حضور ﷺ کو بھی رحیم بنا دیا ہے ...... وہ رؤف ہے، حضور ﷺ کو بھی رؤف بنا دیا ...... وہ سمیع و بصیر ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی اس نے سمیع و بصیر بنا دیا ہے۔ اُس نے بہت سے نام جو اُس کی شان کے لائق تھے پہلے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو اُن کی شان کے لائق عطا کر دیے ہیں۔ نام تو پہلے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کر رکھے ہیں لیکن روزِ قیامت جو اپنا نام ہوگا اُسے حضور ﷺ کا مقام بنا دیا جائے گا۔ اُس روز ساری مخلوق اور اُس کا خالق حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے۔ گویا قیامت کا قانون بدل جائے گا۔

ساری کائنات کے محمود

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد ہوتی تھی جب کہ قیامت کے روز سب مخلوق اپنے خالق سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے، ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حمد ایک عملِ صالح ہے، یہ زبان کی عبادت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر ملتا ہے۔ لیکن جس دن قیامت قائم ہوگی سارے عمل ختم ہو جائیں گے اور اُن پر ملنے والا اجر بھی ختم ہو جائے گا۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا مگر اس دن پانچ نمازیں فرض نہیں ہوں گی۔ جو عمل ہو چکا اُس کی جزا و سزا کا دن یومِ قیامت ہے۔ اس دنیا میں جو اللہ کی حمد کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیتا تھا۔ قیامت کے دن قانون بدل دیا جائے گا کہ آج اَجر ختم۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج مخلوق بھی محمد (ﷺ) کی حمد کرے گی اور میں بھی اُس کی حمد کروں گا۔ یعنی ساری کائنات حامد ہوگی اور حضور ﷺ کی ذات محمود ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی بھی حمد ہوگی۔ انبیاء کرام علیھم السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ حمدِ الٰہی کریں گے۔ لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ مقام حاصل ہوگا کہ ساری مخلوق اور خالق مل کر آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ اس لیے روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کیے جانے والے مقام کا نام محمود رکھا اور اس دنیا میں اس مقامِ محمود کے حامل کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

مقامِ محمود اور مقامِ محمدیت ﷺ

محمد مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے جس کی بہت زیادہ اور بار بار تعریف کی جائے۔ جب کہ محمود کا معنی ہے جس کی تعریف کی جائے۔ ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ! بہت زیادہ تعریف تو تیری ہے، اس لیے کہ تو خالق ہے۔ حضور ﷺ کا جتنا بھی مرتبہ ہو بہرصورت وہ تیری مخلوق ہیں، تیرے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تیرے مقرب و محبوب بندے ہیں۔ ایمان اور معرفت کے بغیر عقلِ مادی یہ سوچتی ہے کہ باری تعالیٰ! محمد تو

تیرا نام ہونا چاہیے تھا کیونکہ سب سے زیادہ تعریف تو تیری ہوتی ہے؟

اس کا جواب اللہ تعالیٰ بصورتِ معرفت یہ دیتا ہے کہ ذہنِ انسانی کا یہ سوال غلط ہے، میں نے کبھی کوئی نام غلط نہیں رکھا۔ میں غلطی سے پاک ہوں۔ میں نے اگر اپنا نام محمود اور اپنے محبوب کا نام محمد رکھا ہے تو درست رکھا ہے۔ اس لیے کہ میری تعریف ساری مخلوق کرتی ہے۔ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ بھی میری تعریف کرتے ہیں تو وہ بھی میری مخلوق ہی ہیں، جب کہ محمد ﷺ کی تعریف میں بھی کرتا ہوں اور ساری مخلوق بھی کرتی ہے، جس کی تعریف میں کروں اس کی بہت زیادہ تعریف ہوگی یا جس کی تعریف صرف تم کرو اس کی بہت زیادہ تعریف ہوگی؟ حضور نبی اکرم ﷺ کو محمدیت کا مقام اس لیے ملا کہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کی تعریف بیان کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تعریف نہ کرتا تو حضور نبی اکرم ﷺ مقامِ محمدیت تک نہ پہنچتے۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے فرائض کا صلہ ہے۔ مقامِ محمود تو حضور نبی اکرم ﷺ کے نوافل کا صلہ تھا، مقامِ محمدیت حضور ﷺ کے فرائض کا صلہ ہے۔ مگر اصل بات اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ حمد کسی عمل کے صلہ میں نہیں ہوتی، بلکہ عمل کے صلہ سے بے نیاز ہے۔ اس لیے حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے تو بعد میں بنے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اوّل دن سے محمد کر دیا۔ جس کی تعریف اللہ کر دے اس کی تعریف حد سے بڑھ گئی۔ یوں حضور ﷺ کی تعریف جب اللہ تعالیٰ نے حد سے بڑھا دی تو حضور ﷺ کی تعریف حد سے بڑھانے والے ہم کون ہیں؟ ہم خود محدود ہیں، محدود کسی کو حد سے کیسے بڑھا سکتا ہے؟ ہم تو خود حد میں ہیں، ہمارا بیان، فہم، شعور، کلام سب حد میں ہے۔ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی جتنی بھی تعریف کریں، حد سے آگے جا ہی نہیں سکتے۔ ہم اُنہیں حد سے بڑھا ہی نہیں سکتے۔ حد سے تو اُس نے بڑھایا ہے جس نے آپ کا نام ہی محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی ابتداء حمد سے کی، اپنا نام بھی حمد سے نکالا اور ''محمود'' رکھا ......، اور مخلوقات کے نقشِ اول کا نام ''احمد'' اور ''محمد'' رکھا۔ سارے لفظ حمد سے نکالے، اپنی پہچان بھی محمود

کہہ کر کرائی، اپنا کلام بھی حمد سے شروع کیا، نام بھی محمود رکھا اور اپنے محبوب ﷺ کو مقام بھی محمود عطا کیا۔ اپنے اور اپنے محبوب کے جملہ معاملات و مقامات حمد کے گرد گھمائے۔

محمد ﷺ سراپا اَکملیت ہیں

لفظِ حمد صرف تعریف کو ہی بیان کرتا ہے اور جہاں صرف تعریف ہی ہو وہاں نقص ہو ہی نہیں سکتا، مثلاً جاننا خوبی ہے اور نہ جاننا نقص ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کو محمد بنا دیا، سب سے بڑھ کر تعریف کر دی تو حضور ﷺ کے بارے میں علم ہی علم منسوب ہوگا، عدمِ علم کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کر ہی نہیں سکتے۔ اگر ایسا کریں تو آپ ﷺ محمد نہیں رہتے۔ کوئی کام کر سکنا خوبی ہے، نہ کر سکنا نقص ہے۔ نقص ہو تو حمد نہیں ہوتی گویا اگر ایک گوشے سے بھی حمد نکل گئی تو محمد (ﷺ) نہ رہے۔ عطا کرنا خوبی ہے اگر عطا نہ کر سکیں تو یہ نقص ہے اور اگر نقص آ جائے تو وہ محمد نہ رہے۔ ہم درود و سلام پڑھیں اور وہ وہاں سے سنیں۔ یہ خوبی ہے۔ اگر نہ سن سکیں تو یہ نقص ہے، نقص آ گیا تو حمد نہ رہی، حمد نہ رہی تو محمد (ﷺ) نہ رہے۔ حضور ﷺ کی شان مطلق حمد ہے۔ محمد کے نام میں وہ خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سبحان میں رکھی ہے۔ سبحان کا معنی ''پاک'' ہے یعنی وہ ذات، ہر نقص، کمی، کجی اور ہر اُس کمزوری سے پاک ہے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ سبحانیت کا عکس حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ محمدیت پر ہے۔

یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اے باری تعالیٰ! تُو روزِ قیامت اپنے محبوب کی تعریف کرے گا تو کیا تیرا یہ عمل صرف یومِ قیامت کے ساتھ خاص ہے یا یہ کام تُو نے پہلے بھی کیا ہے؟ فرمایا: مقام اُس دن عطا کروں گا، کام پہلے سے کرتا چلا آ رہا ہوں:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○[1]

---

(۱) الانشراح، ۹۴: ۴

’’ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیاo‘‘

محبوب کی حمد تو میں ہمیشہ سے کرتا چلا آ رہا ہوں۔ کام ایک ہی رہا ہے عنوان بدلتے رہے ہیں۔ کبھی اس کو ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍo﴾(۱) کے پردے میں سمجھا دیا، کبھی ﴿اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo﴾(۲) کے حکم میں بیان کر دیا اور کبھی ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاo﴾(۳) کے نام سے اُجاگر کر دیا کہ میں حمد تو اوّل دن سے کر رہا ہوں اور روزِ قیامت بھی کروں گا۔ حمد کر رہا ہوں اسی لیے تو نام محمد رکھا ہے۔

محمد اور محمود کے اس معنوی ربط کو سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے اپنے اشعار میں بیان کیا۔ پھر اِسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اَشعار میں بیان کیا ہے۔ کتبِ احادیث و سِیَر میں یہ شعر اِن دونوں حضرات سے منسوب آیا ہے:

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ(۴)

---

(۱) القلم، ۶۸: ۴
(۲) الأحزاب، ۳۳: ۵۶
(۳) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹
(۴) ۱۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، دیوان: ۵۴
۲۔ بخاری، التاریخ الصغیر، ۱: ۳۸
۳۔ بیہقی، دلائل النبوة فی معرفة أحوال صاحب الشریعة، ۱: ۲۱۱
۴۔ ابن عبد البر، التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید، ۹: ۱۵۴
۵۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۶
۶۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۵۲۶
۷۔ عسقلانی، فتح الباري بشرح صحیح البخاري، ۶: ۵۵۵

(اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خاطر اور آپ ﷺ کی شان کو بلند کرنے کے لیے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا۔ پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد (ﷺ) ہیں۔)

میدانِ حشر، مقامِ محمود اور شفاعتِ کبریٰ

مقامِ محمود ہی درحقیقت وہ مقام ہے جہاں سے آپ ﷺ شفاعتِ کبریٰ فرمائیں گے۔ جملہ مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ ذرا چشمِ تصور میں لائیں کہ کیسا رفیع الشان مقام ہوگا جب شانِ محمدیت ﷺ کا کامل ظہور ہوگا اور جملہ اوّلین و آخرین حمد و ثنائے محمد ﷺ کر رہے ہوں گے۔ کرمِ مصطفیٰ ﷺ کی تجلیاں افزوں تر ہوں گی۔ تمام اہلِ محشر تو پل صراط سے گزرنے میں مشغول ہوں گے مگر حضور شافعِ محشر ﷺ پل صراط کے کنارے کھڑے کمال گریہ و زاری سے اپنی عاصی و گنہگار اُمت کی نجات کی فکر میں غلطاں و پیچاں اپنے خالق و مالک سے دعا کر رہے ہوں گے: ربّ سلم، ربّ سلم (پروردگارِ عالم! انہیں سلامتی و عافیت سے پار لگا دے۔) مولا! ان خطا کاروں کو بچا لے ...... انہیں اپنے دامنِ عفو و کرم میں پناہ عطا فرما دے ...... اے احکم الحاکمین! تجھے تیری رحمت کا واسطہ ان عاصیوں اور سیاہ کاروں کو نجات عطا فرما۔

نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا اور بیٹا باپ کو نہیں پہچانتا ہوگا۔ جن سے کچھ توقّع اور اُمید تھی وہ سب بیگانے ہو چکے ہوں گے۔ ہاتھ پاؤں اور جسمانی طاقت جواب دے گئی ہوگی۔ ٹوٹی ہوئی کمریں اور اُوپر سے گناہوں کا بوجھ عجیب ندامت کا سماں ہوگا۔ کوئی پھسلے اور بھٹکے تو سنبھلنا کیسا؟

اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

.... ۸۔ قسطلانی، إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ۶: ۲۱

۹۔ قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۲: ۲۵

۱۰۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنية، ۴: ۲۳۷

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُO يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِO وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِO وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِO لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِO[1]

’’پھر جب کان پھاڑ دینے والی آواز آئے گیO اُس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گاO اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھی)O اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے (بھی)O اس دن ہر شخص کو ایسی (پریشان کن) حالت لاحق ہوگی جو اسے (ہر دوسرے سے) بے پروا کر دے گیO‘‘

اب تمام اوّلین و آخرین کا بار حضور شافعِ محشر ﷺ کے کندھوں پر آن پڑے گا۔ ایک اکیلی جانِ مصطفیٰ ﷺ ہوگی اور جہان بھر کا سامان ہوگا۔ اس پورے منظر نامہ میں یومِ حشر حضور ﷺ تمام مقامات کا دورہ فرمائیں گے۔ کبھی میزان پر جلوہ افروزی فرمائیں گے۔ میزان قائم ہوگی، نامۂ اعمال کھولے جا رہے ہوں گے، ہنگامہ دار و گیر گرم ہوگا اور وہاں آپ ﷺ جس کے اعمال حسنہ میں کمی دیکھیں گے اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے۔ پھر وہاں سے پلِ صراط پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو تھام لیا اور کبھی دیکھنے والے دیکھیں گے کہ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہیں اور تشنہ لبوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اِن تینوں مقامات پر تشریف فرما ہونے کی وضاحت آپ ﷺ کے اِس فرمان سے ہوتی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ: أَنَا فَاعِلٌ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُکَ؟ قَالَ: اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ. قَالَ: قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ. قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّـلَاثَ

---

(۱) عبس، ۸۰: ۳۳–۳۷

الْمَوَاطِنَ.(۱)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن شفاعت کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں شفاعت کرنے والا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا: اگر میں آپ کو پل صراط پر نہ مل سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا میں نے عرض کیا: اگر میں میزان کے پاس بھی آپ سے نہ مل سکوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سے میری میزان پر بھی ملاقات نہ ہوسکے تو پھر میں حوض کوثر کے پاس ہوں گا اور میں ان تین مقامات سے اِدھر اُدھر نہیں ہوں گا۔‘‘

روزِ محشر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف مقامات پر تشریف آوری

ان روایات کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ روزِ محشر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک مقام پر تشریف فرما نہیں رہیں گے بلکہ مختلف مقامات پر تشریف لائیں گے، کیوں؟ اس کی حکمت اور ضرورت یہ ہے کہ جن جن مقامات اور مراحل پر اُمت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست گیری اور نظرِ کرم کی ضرورت ہو گی وہاں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رضا کا دامن تھام کر تشریف فرما ہوں گے۔ کبھی حوضِ کوثر پر اپنے چاہنے والوں کو جام پلائیں گے، کبھی پل صراط سے گزرتے وقت گناہگاروں کا ہاتھ تھامیں گے اور

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب صفة القیامة، باب ما جاء في شأن الصراط، ۴: ۶۲۱، رقم: ۲۴۳۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۸، رقم: ۱۲۸۴۸

۳۔ منذري، الترغیب والترھیب، ۴: ۲۳۰، رقم: ۵۴۸۶

۴۔ عسقلاني، فتح الباری بشرح صحیح البخاري، ۱۱: ۴۶۶

کبھی جہنم میں جانے والوں کو عذابِ الٰہی سے نجات دلا رہے ہوں گے۔ اِس نفسا نفسی کے عالم میں صرف آپ ﷺ کی ذات ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی اذن سے اُس کی مخلوق میں بخشش و مغفرت اور اُس کے کرم و عطا کی خیرات تقسیم کر رہی ہو گی۔

اگر آپ ﷺ ایک ہی جگہ پر جلوہ افروز رہتے تو نہ جانے میزان پر آفت رسیدوں اور غم زدوں پر کیا گزرتی۔ کون سا پلہ بھاری ہو جائے۔ ادھر کرم نہ فرمائیں تو یہ بے کس و بے چارے، بے یار و مددگار رہ جائیں۔ غرض ہر جگہ آپ ﷺ کے نام کی دُہائی ہو گی۔ ایک آپ ﷺ کا کرم ہو گا اور جہاں بھر کی خبر گیری ہو گی۔ اتنا عظیم اژدھام اور اس قدر مختلف کام اور پھر عطائے مصطفیٰ ﷺ کی عطر بیز ضوفشانیاں عجیب سماں بندھا ہو گا۔ اس درجہ فاصلوں پر مقام اور آپ ﷺ کو ہر ایک دوسرے سے اس طرح زیادہ پیارا ہے جیسے ماں کا اکلوتا بچہ۔ قلبِ مصطفیٰ ﷺ پر ہجومِ آلام ہو گا لیکن زبان پر خدا کا نام ہو گا۔ آنکھوں سے اشک رواں ہوں گے اور ہر طرف بے تابانہ رواں ہوں گے۔ اِدھر گرتے کو سنبھال رہے ہوں گے اور اُدھر ڈوبتوں کو نکال رہے ہوں گے۔ یہاں رونے والوں کے آنسو پونچھ رہے ہوں گے اور وہاں آگ میں جلنے والوں کو دوزخ سے نکال رہے ہوں گے۔ الغرض ہر جگہ آپ ﷺ کی دہائی ہو گی۔ ہر شخص عام و خاص آپ ﷺ ہی کو پکار رہا ہو گا۔

اِس پکار، فریاد اور داد رسی کے عالم میں ایک مقام ایسا بھی ہو گا جہاں اللہ تعالیٰ، ابد سے ازل تک کے تمام انسانوں اور جملہ اُمتوں کو اُن کے انبیاء و رسل کے ساتھ اکٹھا فرمائے گا، سب کے لبوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف ہو گی اور پھر اِسی منظر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار کو اپنے ساتھ عرش پر جلوہ فرمائی کا حکم دے گا۔ یہی مقام، مقامِ محمود ہو گا۔ آپ ﷺ اِسی مقامِ محمود پر فائز ہو کر اوّلین و آخرین کو فیضیاب فرما رہے ہوں گے۔

مقامِ محمود کس شان و مرتبہ کا حامل مقام ہو گا اِس کی بہت ساری تعبیرات بیان

کی گئی ہیں۔ ذیل میں چند ائمۂ تفسیر و حدیث کے حوالہ سے اس مقام و مرتبہ کی تفسیر و تعبیر پر بحث کی جاتی ہے۔

مقامِ محمود کے معانی کا اِجمالی بیان

آیتِ مذکورہ بالا کے ذیل میں مقامِ محمود کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ائمۂ تفسیر و حدیث نے مختلف تاویلات اور معانی بیان کیے ہیں۔ ذیل میں اولاً ہم اِن معانی کا خلاصہ بیان کر رہے ہیں بعد ازاں ائمہ کی بیان کردہ تصریحات اور تفاصیل گوش گذار کی جائیں گی۔

۱۔ مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

تمام ائمۂ تفسیر اور حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ شفاعت ہی ہے۔ روزِ قیامت آپ ﷺ اس مقام پر فائز ہو کر تمام اہلِ محشر اُمتیوں کی شفاعت فرمائیں گے اور اُنہیں قیامت کی حشر سامانیوں سے نجات عطا فرمائیں گے۔ اس معنی کو درج ذیل مفسرین و محدثین نے بیان کیا ہے:

۱۔ امام ابن جریر طبریؒ
۲۔ امام بغویؒ
۳۔ قاضی عیاضؒ
۴۔ امام ابن جوزیؒ
۵۔ امام فخر الدین رازیؒ
۶۔ امام قرطبیؒ
۷۔ امام خازنؒ
۸۔ علامہ ابن تیمیہؒ
۹۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ
۱۰۔ علامہ عینیؒ
۱۱۔ امام قسطلانیؒ
۱۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
۱۳۔ امام شوکانیؒ
۱۴۔ علامہ جمال الدین قاسمیؒ

جب کہ قاضی عیاضؒ نے شفاعت کی پانچ قسمیں بھی بیان کی ہیں، جنہیں امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ اِن کو مقامِ شفاعت کے مراحل بھی کہا جا سکتا ہے۔ وہ اَقسام درج ذیل ہیں۔ اِن کی تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

۱۔ شفاعتِ عامہ

۲۔ **إدخال قوم الجنّة بغير حسابٍ**

(بغیر حساب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا)

۳۔ **إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد ما استوجبوا النّار بذنوبهم**

(عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا)

۴۔ **إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد الإخراج من النّار**

(اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا)

۵۔ **الشفاعة لزيادة الدّرجات في الجنّة**

(جنت میں درجات کی بلندی کے لیے شفاعت)

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر بٹھایا جانا

ائمہ تفسیر اور حدیث کے ہاں مقامِ محمود کا دوسرا مشہور معنی ’’اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا‘‘ ہے۔ اس معنی کو بھی درج ذیل ائمہ و محدثین نے بیان کیا ہے:

۱۔ امام ابن جریر طبریؒ

۲۔ امام بغویؒ

۳۔ قاضی عیاضؒ

۴۔ امام ابن جوزیؒ

۵۔ امام قرطبیؒ
۶۔ امام خازنؒ
۷۔ علامہ ابن تیمیہؒ
۸۔ علامہ ابن قیم الجوزیہؒ
۹۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ
۱۰۔ علامہ عینیؒ
۱۱۔ امام قسطلانیؒ
۱۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
۱۳۔ امام شوکانیؒ
۱۴۔ علامہ جمال الدین قاسمیؒ

اس قول سے بعض ائمہ نے اختلاف بھی کیا ہے جن میں علامہ واحدیؒ زیادہ اہم ہیں۔ جب کہ اکثر ائمہ نے ان کی تاویلات کو ردّ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ نقلی اور عقلی کوئی بھی دلیل اس معنی پر مبنی قول کو ردّ نہیں کرسکتی۔ جب کہ امام ابو داود صاحبِ السنن کا فتویٰ ہے کہ جو اس قول کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک ''متّہم'' ہے۔ یعنی صرف اس قول سے انکار کی بنا پر اُسے جھوٹا قرار دیا جائے گا اور اُس سے کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ مقامِ محمود کے دیگر تمام معانی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے کے معنی سے متصادم نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ مقامِ محمود کے تمام معانی اور اطلاقات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اِن تمام معانی کو شفاعتِ عامہ پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو لوائے حمد کا عطا کیا جانا، آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور اپنے رب کی بارگاہ میں کلام کرنا، آپ ﷺ کا کرسی پر تشریف فرما ہونا اور آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب قیام فرما ہونا، یہ تمام خصوصیات و امتیازات آپ ﷺ کے مقامِ محمود کی صفات ہیں۔ جن پر فائز ہو کر آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

۳۔ روزِ قیامت لواءِ حمد کا عطا کیا جانا

تیسرا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کو

لوائے حمد کا عطا کیا جانا ہے۔ اس معنی کو امام قرطبیؒ، امام ابن حجر عسقلانیؒ اور امام شوکانیؒ نے بیان کیا ہے۔

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنا

مقامِ محمود کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی شفاعت سے گناہگار اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنا ہے۔ اس معنی کو قاضی عیاضؒ اور امام قرطبیؒ نے بیان کیا ہے۔

۵۔ حضور ﷺ کو سبز پوشاک کا پہنایا جانا

مقامِ محمود سے یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو شفاعت کے مقام پر فائز فرمانے سے پہلے لباسِ فاخرہ عطا فرمائے گا۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ آپ ﷺ کو سبز پوشاک پہنائی جائے۔ بعد ازاں آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ اس معنی کو قاضی عیاضؒ اور امام ابن حجر عسقلانیؒ نے بیان کیا ہے۔

۶۔ عرش کے دائیں طرف قیام

مقامِ محمود کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ روزِ محشر حضور نبی اکرم ﷺ عرش کے دائیں جانب قیام فرما ہوں گے۔ یہ مقام صرف آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا اسی مقام کا نام مقامِ محمود ہو گا۔ اس معنی کو بھی قاضی عیاضؒ اور امام ابن حجر عسقلانیؒ نے بیان کیا ہے۔

۷۔ اللہ ﷻ کا اپنی کرسی پر نزولِ اجلال اور حضور نبی اکرم ﷺ کا خصوصی قیام

روزِ قیامت جب حشر کا میدان سجے گا تو اللہ رب العزت اپنی شان کے لائق

اپنی کرسی پر نزولِ اجلال فرمائے گا جب کہ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی کرسی کے دائیں طرف ایک خاص مقام پر قیام فرما ہوں گے۔ اسی مقام کا نام مقامِ محمود ہے۔ اس معنی کو صرف قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے۔

۸۔ خصوصی نداء اور کلماتِ حمد کا عطا کیا جانا

روزِ قیامت حشر کی کارروائی کا آغاز ''ندائے یا محمد!'' سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عرش پر جلوہ افروز ہوکر سب سے پہلے حضور ﷺ کو پکارے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسے کلمات سے حمد بیان کریں گے جو اس سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیے گئے ہوں گے۔ اسی مقام و مرتبہ کا نام مقامِ محمود ہے۔ اس معنی کو قاضی عیاضؒ اور امام ابن حجر عسقلانیؒ نے بیان کیا ہے۔

۹۔ جمیع اُمم کے لیے شفاعتِ عظمیٰ کا اختیار دیا جانا

روزِ محشر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اُمتوں سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور اُن کی شفاعت فرمائیں کہ حساب جلد شروع کیا جائے۔ شفاعتِ عظمی کا یہ اختیار صرف حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ قاضی عیاضؒ کے نزدیک اسی اختیارِ شفاعتِ عظمیٰ کا نام مقامِ محمود ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ سے سوال: ما ترید أن أصنع بأمّتک

روزِ قیامت جب حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے انتہائی پیار بھرے انداز میں

دریافت فرمائے گا: اے محبوب! آپ کی کیا مرضی ہے، آپ کی اُمت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ یوں اُمتِ محمدیہ ﷺ کی بخشش و مغفرت کا اختیار حضور نبی اکرم ﷺ کو سونپ دیا جائے گا۔ اللہ ﷻ کا آپ ﷺ سے یہ سوال فرمانا مقامِ محمود ہے۔ اس معنی کو بھی قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کا استقبال

روزِ قیامت جب حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اللہ رب العزت آپ ﷺ کا استقبال فرمائے گا۔ اِسی مقام و مرتبہ کا نام مقامِ محمود ہے۔ اس معنی کو بھی قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے۔

۱۲۔ اَوّلین و آخرین کی حمدِ مصطفیٰ ﷺ

روزِ قیامت تمام اہلِ محشر اولین و آخرین، انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء عظام رحمہم اللہ اور جمیع اُمم حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد بیان کریں گی۔ یہی مقامِ محمود کا معنی ہے۔ اس معنی کو علامہ ابن قیم الجوزیہؒ اور علامہ شوکانیؒ نے بیان کیا ہے۔

یہ مقامِ محمود کے وہ تمام معانی اور تعبیرات ہیں جو ائمہ تفسیر و حدیث نے احادیث سے استنباط اور اپنے اپنے دلائل کی بناء پر بیان کیے ہیں۔ آئندہ اِن تمام معانی کو انہی ائمۂ تفسیر و حدیث کے ناموں اور اُن کے دلائل کے ساتھ بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔

مقامِ محمود کے معانی کا تفصیلی بیان

درج بالا معانی و مفاہیم کی فہرست ائمۂ تفسیر و حدیث کے ہاں متداول معنوں کا احاطہ کیا گیا ہے، لیکن اِن دلائل کو اِن ائمہ کرام نے کونسی تفصیلات سے مزین کیا ہے اس کی وضاحت بھی مضمون کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا ہم ذیل میں اِن تمام دلائل اور مفاہیم کو ائمہ کرام کی ترتیبِ زمانی کے ساتھ درج کر رہے ہیں:

امام ابن جریر طبریؒ کے نزدیک مقامِ محمود کی تفسیر

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ (۲۲۴-۳۱۰ھ) تیسری صدی ہجری کے عظیم مفسر ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر 'جامع البیان في تفسیر القرآن (۱۵: ۹۶-۱۰۰)' میں مقامِ محمود پر تفصیلی بحث کی ہے۔ آپ نے بھی مقامِ محمود کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں۔ جن کا قدرے تفصیل سے ذکر ذیل کی سطور میں کیا جاتا ہے:

ا۔ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے

امام طبریؒ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ تاویل کے ہاں مقامِ محمود کے معنی کو متعین کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ شفاعت پر فائز کیا جانا ہے۔ اس پر امام طبریؒ نے کثیر روایات بیان کی ہیں، چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے:

ا۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسَى أَنْ

يَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العزت کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔‘‘

۲۔ وَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ حَيْثُ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، حُفَاةً عُرَاةً كَمَا خُلِقُوْا، سُكُوْتًا لَا تَتَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، قَالَ: فَيُنَادِي مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْکَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْکَ، اَلْمَهْدِي مَنْ هَدَيْتَ وَعَبْدُکَ بَيْنَ يَدَيْکَ وَلَکَ وَإِلَيْکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْکَ إِلَّا إِلَيْکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَيْتَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْبَيْتِ، قَالَ: فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾.(۲)

’’حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ آخرت لوگوں کو ایک ہموار میدان میں اکٹھا فرمائے گا۔ جہاں پکارنے والے کی آواز کو سب سن سکیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے۔ لوگ اسی طرح ننگے بدن ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے اذنِ الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷
۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹
۳۔ سيوطي، الدر المنثور فی التفسير بالماثور، ۸: ۵۴۳

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک على الصحيحين، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۴
۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۹، رقم: ۳۱۷۴۴

جرات نہیں ہوگی۔ (اللہ رب العزت) آواز دے گا: محمد! حضور نبی اکرم ﷺ عرض کریں گے: اے میرے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور برائی تیری طرف سے نہیں ہے۔ ہدایت صرف اُسی کے لیے ہے جس کو تُو ہدایت بخشے۔ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ میں تیرے ہی لیے ہوں اور میری دوڑ تیری ہی جانب ہے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ذاتِ بابرکات، بلند اور پاک ہے۔ اے بیت اللہ کے رب! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ وہی مقامِ محمود ہے جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر آیا ہے: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا)۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ لِأُمَّتِي فِيهِ. (۱)

''یہ وہ مقام ہوگا جس پر میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔''

۴۔ **عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الشَّمْسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْنُو حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ ثُمَّ مُوْسَى فَيَقُوْلُ كَذٰلِكَ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَشْفَعُ فَيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ.** (۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۱، رقم: ۱۰۸۵۱

۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۱، رقم: ۸۷۲۵

۲۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت سورج لوگوں کے اس قدر قریب ہو گا کہ (اس کی تپش کی وجہ سے) لوگوں کا پسینہ اُن کے کانوں تک پہنچ چکا ہو گا۔ اس حال میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے (اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کے لیے) مدد طلب کریں گے لیکن وہ فرمائیں گے: آج میں اس کا مالک نہیں۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ پس لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ چلیں گے اور بڑھ کر جنت کے دروازے کو پکڑ لیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ اس روز تمام اہلِ محشر آپ ﷺ کی تعریف بیان کریں گے۔‘‘

۲۔ اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا

امام طبریؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کی تاویل میں کچھ اہلِ علم کا کہنا ہے: ’’مقامِ محمود جس کے عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے اُس سے مراد اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت مجاہدؒ کا یہ قول روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾، قَالَ: يُجْلِسُهُ مَعَهُ عَلَى عَرْشِهِ.

’’حضرت مجاہدؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ رب العزت آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

اس کے بعد آپ بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ ان دونوں اقوال میں راجح قول یہی ہے کہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ لیکن جو حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔'' اس قول کی صحت کا نقلی اور عقلی دونوں طریقوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی کوئی روایت یا قول اس کو ردّ نہیں کرتا۔''

ائمہ تفسیر اور محدثین کی کثیر تعداد نے اس قول کو بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کو کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ اس حوالے سے دیگر ائمہ کے اقوال و روایات ملاحظہ ہوں:

اِمام بغویؒ کے نزدیک مقامِ محمود کا معنٰی

امام بغویؒ (م ۵۱۶ھ) چھٹی صدی ہجری کے عظیم محدث اور مفسر ہیں۔ آپؒ کو 'محي السنة' کا لقب دیا گیا ہے۔ امام بغویؒ اور امام غزالیؒ کا دور ایک ہی ہے۔ امام بغویؒ حضور غوث الاعظم اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے دور سے پہلے کے محدث اور مفسر ہیں۔ امام بغویؒ ایک طرف تو 'معالم التنزیل' جیسی تفسیر کے مصنف ہیں اور دوسری طرف حدیث میں 'شرح السنة'' اور 'مصابیح السنة' جیسی عظیم کتب کے مؤلف بھی ہیں۔ یہ بیان کرنا اس لیے ضروری ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ بات کوئی ضعیف قول یا کسی آج کے دور کے کسی عالم کی رائے یا اختراع ہے، بلکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا قول ہے جس کو اجل ائمہ تفسیر و حدیث نے اُن سے روایت کیا ہے۔ امام بغویؒ 'معالم التنزیل (۳: ۱۳۲)' میں بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے دو معنی ہیں:

۱۔ ایک معنی شفاعت ہے اور شفاعت میں بھی شفاعت کا وہ درجہ جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شفاعت سے دوزخ سے لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ شفاعت کے اس درجہ کا نام مقامِ محمود ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمانے اور شفاعت قبول کیے جانے والوں میں اوّلین حیثیت کے حامل ہیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفاعت فرمانا احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرنے والا پہلا شخص عمرو بن عبید (خارجی) تھا اور وہ اہلِ سنت کے ہاں بالاتفاق پہلا بدعتی تھا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت یزید بن صہیب تابعیؒ کی وہ روایت بیان کی ہے جو انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مدینہ شریف میں دورانِ حج سنی تھی اور وہ بھی بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے شفاعت کا انکار کرنے والے خارجی تھے۔ یہ روایت ہر اس مفسر اور محدث نے شفاعت کے باب میں

بیان کی ہے جس نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ہر ایک نے اس سے اتفاق کیا ہے کہ سب سے پہلے شفاعت کا انکار کرنے والے خارجی تھے۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عَنْ يَزِيْدِ الْفَقِيْرِ قَالَ: كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِيْ رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ، فَخَرَجْنَا فِيْ عِصَابَةٍ ذَوِيْ عَدَدٍ نُرِيْدُ أَنْ نَحُجَّ، ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ. قَالَ: فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ، فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ! مَا هَذَا الَّذِیْ تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾(۱) وَ ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾(۲) فَمَا هَذَا الَّذِيْ تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ (يَعْنِى الَّذِيْ يَبْعَثُهُ اللهُ فِيْهِ)؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ يُخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ.

وذكر حديث الشفاعة في إخراج الجهنّميّن.(۳)

’’یزید فقیر کہتے ہیں: مجھے خوارج کی رائے نے گھیر لیا تھا (کہ گناہ کبیرہ کے

---

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹۲

(۲) السجدة، ۳۲: ۲۰

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۷۹، رقم: ۱۹۱

۲۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۵۴، رقم: ۴۴۸

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۲۹، رقم: ۸۵۸

۴۔ بيهقى، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۹، رقم: ۳۱۵

۵۔ قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفٰى ﷺ: ۲۷۲

مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔ پس ہم لوگوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لیے نکلے (اور سوچا کہ بعد میں) ہم لوگوں کے پاس (اپنے اس عقیدہ کو بیان کرنے کے لیے) جائیں گے۔ فرماتے ہیں: ہمارا گزر مدینہ منورہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: اچانک انہوں نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو میں نے ان سے عرض کیا: اے صحابیِ رسول! آپ یہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو (جہنمیوں کے بارے) فرماتا ہے: ﴿بے شک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے واقعتاً رسوا کر دیا﴾ اور ایک مقام پر ہے ﴿جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے﴾ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم نے حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام پڑھا ہے جس پر اللہ تعالیٰ انہیں فائز فرمائے گا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم سے نکالے گا۔

''اس کے بعد انہوں نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری گروہ کے بارے میں حدیثِ شفاعت کا ذکر کیا۔''

۲۔ امام بغویؒ نے حضرت مجاہد التابعیؒ اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مقامِ محمود کا دوسرا معنی روایت کیا ہے کہ وہ ''کرسی'' ہوگی جسے ''مقامِ محمود'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کو اس پر بٹھایا جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

يقعده على الكرسيّ.

’’آپ ﷺ کو کرسی پر بٹھایا جائے گا۔‘‘

روزِ محشر ہر کوئی اپنے اپنے مقام پر ہو گا، کوئی زمین پر بیٹھا ہو گا، کوئی کھڑا ہو گا، کوئی نور کے ٹیلوں پر ہو گا، کوئی منبر پر ہو گا جب کہ عرشِ معلٰی پر دو کرسیاں رکھی ہوں گی، ایک کرسی پر اللہ رب العزت اپنی شانِ اُلوہیت کے مطابق نزولِ اجلال فرمائے گا اور دوسری کرسی پر اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو بٹھائے گا۔

امام بغویؒ نے اس معنی کو بیان کر کے مذکورہ آیتِ مقامِ محمود کی تفسیر ختم کر دی ہے اور اس پر بحث نہیں کی اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ دونوں معنی مقبول ہیں۔ اسی طرح متعدد ائمہ تفسیر و حدیث نے بھی اس معنی کو بیان کیا ہے اور اس پر طعن نہیں کی اور نہ ہی اس معنی کو ردّ کیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ قول ان کے ہاں مقبول ہے۔

قاضی عیاضؒ کے نزدیک مقامِ محمود کا مفہوم

قاضی عیاضؒ (۴۷۶-۵۴۴ھ) چھٹی صدی ہجری کے عظیم محقق اور محدث تھے۔ آپؒ نے اپنی کتاب 'الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی ﷺ (ص: ۶۶۹-۶۷۷)' میں مقامِ محمود کے دس معانی و اطلاقات بیان کیے ہیں۔

۱۔ مقامِ محمود، مقامِ شفاعتِ کبریٰ ہے

حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اور مفسرینِ کرام کی تصریحات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں کہ روزِ قیامت آپ ﷺ کا شفاعت فرمانا ہی مقامِ محمود ہے۔

۱۔ عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ.(۱)

''آدم بن علیؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبی کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور عرض کریں گے: اے نبی! ہماری شفاعت فرمائیے۔ اے نبی!

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب سورة بنی اسرائيل، ۴: ۱۷۴۸، رقم: ۴۴۴۱

۲۔ ترمذی، السنن، كتاب التفسير عن رسول الله ﷺ، باب من سورة بنی اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۳۷

۳۔ بيهقي، السنن الكبرٰی، ۶: ۳۸۱، رقم: ۴۲۹۵

ہماری شفاعت فرمایئے۔ حتی کہ طلب شفاعت کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا اور یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اللہ رب العزت کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔‘‘

۳۔ ایک حدیث میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ لِأُمَّتِي فِيهِ.(۲)

’’یہ وہ مقام ہوگا جس پر میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔‘‘

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنہما نے حدیثِ شفاعت کو روایت کرتے ہوئے یہ الفاظ بیان فرمائے:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷
۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹
۳۔ سيوطي، الدر المنثور فى التفسير بالماثور، ۸: ۵۴۳

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۱، رقم: ۱۰۸۵۱
۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الشَّمْسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْنُو حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ ثُمَّ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ كَذٰلِكَ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَشْفَعُ فَيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتّٰى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت سورج لوگوں کے اس قدر قریب ہو گا کہ (اس کی تپش کی وجہ سے) لوگوں کا پسینہ اُن کے کانوں تک پہنچ چکا ہو گا۔ اس حال میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے (اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کے لیے) مدد طلب کریں گے لیکن وہ فرمائیں گے: آج میں اس کا مالک نہیں۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ پس لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ چلیں گے اور بڑھ کر جنت کے دروازے کو پکڑ لیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ اس روز تمام اہلِ محشر آپ ﷺ کی تعریف بیان کریں گے۔‘‘

۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ. (۲)

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۱، رقم: ۸۷۲۵
۲۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۴، ۴۷۸

←

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’مقام محمود‘‘ مقامِ شفاعت ہے۔‘‘

٦۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَدَّ اللهُ الْأَرْضَ مَدَّ الْأَدِيْمِ حَتَّى لَا يَكُوْنَ لِبَشَرٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى وَجِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاللهِ مَا رَآهُ قَبْلَهَا. فَأَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! إِنَّ هَذَا أَخْبَرَنِي أَنَّكَ أَرْسَلْتَهُ إِلَيَّ فَيَقُوْلُ اللهُ عزوجل: صَدَقَ. ثُمَّ اشْفَعُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! عِبَادُكَ عَبَدُوْكَ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ. (١)

’’جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سطح زمین کو اتنا کم کر دے گا کہ آدمی کے لیے فقط اپنے پاؤں رکھنے کے لیے جگہ باقی رہے گی۔ سو میں پہلا آدمی ہونگا جس کو بلایا جائے گا اور جبریل امین اللہ کے دائیں طرف ہونگے۔ اللہ کی قسم میں نے جبریل کو ایسی حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پس میں کہوں گا اے میرے رب! یہ ہے وہ جس نے مجھے خبر دی کہ تو نے اس کو میری طرف بھیجا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس نے سچ کہا۔ پھر میں شفاعت کروں گا عرض کروں گا: اے میرے رب! تیرے بندے زمین میں ہر جگہ تیری عبادت کرتے تھے اور وہ مقام (جہاں کھڑا ہوکر میں شفاعت کرونگا) مقامِ محمود ہوگا۔‘‘

۲۔ بیهقي، شعب الإیمان، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۹۹

۳۔ سیوطي، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۴: ۱۹۷

۴۔ أبو نعیم، حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ۸: ۳۷۲

(١) هندي، كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ۱۴: ۴۰۷، رقم: ۳۹۰۹۴

۷۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضي الله عنهما فرماتے ہیں:

أن يقيمک ربّک مقاما محمودا مقام الشفاعة محمودا يحمدک الأولون والآخرون. (۱)

’’آپ ﷺ کے رب کا آپ کو مقامِ محمود پر کھڑا کرنا مقامِ شفاعت ہے جس جگہ اوّلین و آخرین آپ کے لیے محوِ ثناء ہوں گے۔‘‘

۸۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

يحمدک فيه الأولون والآخرون وهو مقام الشّفاعة. (۲)

’’جس جگہ اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی حمد کریں گے وہ مقامِ شفاعت ہوگا۔‘‘

۲۔ حضور ﷺ کو شفاعت سے پہلے سبز پوشاک کا پہنایا جانا

قاضی عیاضؒ بیان کرتے ہیں کہ شفاعت سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کو سبز پوشاک کا پہنایا جانا مقامِ محمود ہوگا۔ دلیل کے طور پر وہ درج ذیل احادیثِ مبارکہ بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِکَ الْمَقَامَ غَيْرِي.** (۳)

---

(۱) فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير بن عباس: ۲۴۰

(۲) سيوطی، تفسير الجلالين: ۲۹۰

(۳) ترمذي، الجامع الصحيح، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب في فضل النبی ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۱

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس پر سب سے پہلے زمین شق ہو گی، پس مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ اس کے بعد میں عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہو گا۔‘‘

۲۔ **عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلَى تَلٍّ فَيَكْسُوْنِي رَبِّي حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فَأَقُوْلُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَقُوْلَ فَذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.** (۱)

’’حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو اُس وقت میں اور میرے اُمتی ایک ٹیلے پر جمع ہوں گے۔ پس میرا پروردگار مجھے سبز رنگ کا لباسِ فاخرہ پہنائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اِذنِ کلام دے گا اس مقام پر میں اللہ رب العزت کی منشاء کے مطابق حمد و ثناء کروں گا اور یہی مقامِ محمود ہے۔‘‘

۳۔ عرش کے دائیں طرف قیام

روزِ محشر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے دائیں جانب قیام فرما ہوں گے یہ مقام صرف آپ کو عطا کیا جائے گا اسی مقام کا نام مقامِ محمود ہو گا۔ اس بات کی صراحت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ سے ہوتی ہے:

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۶، رقم: ۱۵۸۲۱
۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۹، رقم: ۶۴۷۹
۳۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۳
۴۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۳۶، رقم: ۸۷۹۷

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (ذَكَرَ الْحَدِيْثَ:) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَإِنِّي لَأَقُوْمُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: وَمَا ذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ؟ قَالَ: ذَاكَ إِذَا جِيءَ بِكُمْ عُرَاةً، حُفَاةً، غُرْلًا، فَيَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيْمُ عليه السلام، يَقُوْلُ: اكْسُوْا خَلِيْلِي، فَيُؤْتَى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ فَلَيَلْبِسُهُمَا ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَسْتَقْبِلُ الْعَرْشَ، ثُمَّ أُوْتَى بِكِسْوَتِي، فَأَلْبَسُهَا، فَأَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِهِ مَقَامًا لَا يَقُوْمُهُ أَحَدٌ غَيْرِي، يَغْبِطُنِي بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں روزِ قیامت مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا۔ ایک انصاری شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس دن تمہیں ننگے اور غیر مختون اکٹھا کیا جائے گا اُس دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ۔ پس دو سفید ملائم کپڑوں کو لایا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں پہنیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام عرش کی جانب رخ کر کے تشریف فرما ہوں گے۔ اُن کے بعد مجھے لباسِ فاخرہ دیا جائے گا میں اُسے پہنوں گا۔ میں عرش کے دائیں جانب ایسے مقامِ رفیع پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی اور نہیں ہو گا، (میرے اس مقام کی وجہ سے) مجھ پر اوّلین و آخرین رشک کریں گے۔‘‘

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۹۸، رقم: ۳۷۸۷

۲۔ بزار، المسند (البحر الزخار)، ۴: ۳۴۰، رقم: ۱۵۳۴

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۸۰، رقم: ۱۰۰۱۷

۴۔ أبونعيم، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۴: ۲۳۸

۴۔ اللہ ﷻ کا اپنی کرسی پر نزول اور حضور ﷺ کا خصوصی قیام

روزِ قیامت اللہ رب العزّت اپنی شان کے لائق اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا اور حضور نبی اکرم ﷺ عرش کے دائیں جانب قیام فرما ہوں گے۔ یہی مقامِ محمود ہو گا۔

إِنِّي لَقَائِمٌ يَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ قَالَ: فَقَالَ الْمُنَافِقُ لِلشَّابِ الْأَنْصَارِيِّ: سَلْهُ وَمَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ؟ قَالَ: يَوْمٌ يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْهِ عَلٰى كُرْسِيِّهِ يَئِطُّ بِهِ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ مِنْ تَضَايُقِهِ كَسِعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ أَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى إِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللهُ ﷻ: اكْسُوْا خَلِيْلِي رِيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أُكْسٰى عَلٰى أَثَرٍ، فَأَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ اللهِ ﷻ مَقَامًا يَغْبِطُنِي فِيْهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ وَيُشَقُّ لِي نَهْرٌ مِنَ الْكَوْثَرِ إِلٰى حَوْضِي قَالَ: يَقُوْلُ الْمُنَافِقُ: لَمْ أَسْمَعْ كَالْيَوْمِ قَطُّ، لَقَلَّ مَا جَرٰى نَهْرٌ قَطُّ إِلَّا وَكَانَ فِي فِخَارَةٍ أَوْ رَضْرَاضٍ فَسَلْهُ فِيْمَا يَجْرِي النَّهْرُ؟ قَالَ: فِي حَالَةٍ مِنَ الْمِسْكِ وَرَضْرَاضٍ قَالَ: يَقُوْلُ الْمُنَافِقُ: لَمْ أَسْمَعْ كَالْيَوْمِ قَطُّ لَقَلَّ مَا جَرٰى نَهْرٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ لَهُ نَبَاتٌ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: قُضْبَانُ الذَّهَبِ قَالَ: يَقُوْلُ الْمُنَافِقُ: لَمْ أَسْمَعْ كَالْيَوْمِ قَطُّ وَاللهِ مَا نَبَتَ قَضِيْبٌ إِلَّا كَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَسَلْهُ هَلْ لِتِلْكَ الْقُضْبَانِ ثِمَارٌ قَالَ: نَعَمْ، اَللُّؤْلُؤُ وَالْجَوْهَرُ قَالَ: فَقَالَ الْمُنَافِقُ: لَمْ أَسْمَعْ

كَالْيَوْمِ قَطُّ سَلْهُ عَنْ شَرَابِ الْحَوْضِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَمَا شَرَابُ الْحَوْضِ؟ قَالَ: أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ مَنْ سَقَاهُ اللهُ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا وَمَنْ حَرَمَهُ لَمْ يُرْوَ بَعْدَهَا.(۱)

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت میں مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک منافق نے ایک جوان انصاری صحابی سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے: مقامِ محمود کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مقامِ محمود کیا ہے؟ فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرمائے گا۔ وہ کرسی یوں آواز نکالے گی جیسے کجاوہ اپنی تنگی کے باعث آواز نکالتا ہے، اُس کرسی کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہوگی۔ (اے لوگو! روزِ قیامت) تمہیں برہنہ پا، برہنہ بدن اور غیر مختون (میدانِ حشر میں) لایا جائے گا۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہوں گے جنہیں لباس پہنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو جنت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں پہناؤ۔ پھر اُن کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں اللہ رب العزت کے دائیں جانب ایک خاص مقام پر کھڑا ہو جاؤں گا، اور یہ وہ مقام ہے کہ جس پر (فائز کیے جانے کی بناء پر) اوّلین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ پھر نہرِ کوثر سے میرے حوض تک ایک نہر نکالی جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ منافق نے کہا: میں نے اِس طرح کی بات پہلے کبھی نہیں سنی، کیونکہ نہر اکثر مٹی یا چھوٹی کنکریوں میں ہی جاری ہوتی ہے۔ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ وہ نہر کس چیز میں جاری ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۳۹۶، رقم: ۳۳۸۵

نے فرمایا: مشک کی مٹی اور کنکریوں میں جاری ہو گی۔ راوی بیان کرتے ہیں: منافق نے پھر کہا: میں نے اِس طرح کی بات پہلے کبھی نہیں سنی، کیونکہ کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نہر رواں ہو اور اُس کے اِرد گرد پودے نہ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (اُس کے ارد گرد بھی پودے ہوں گے جن کی) سونے کی شاخیں ہوں گی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اُس منافق نے پھر کہا: میں نے اِس طرح کا کلام پہلے کبھی نہیں سنا، کیونکہ اللہ کی قسم! ہر شاخ پر کوئی نہ کوئی پھل ضرور لگتا ہے، لہٰذا تم آپ ﷺ سے پوچھو کہ کیا اُن شاخوں پر بھی پھل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (اُس کا پھل) موتی اور جواہر ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اُس منافق نے پھر کہا: میں نے اِس طرح کا کلام پہلے کبھی نہیں سنا۔ آپ ﷺ سے پوچھو کہ حوضِ کوثر کا پانی کیسا ہو گا؟ اُس انصاری صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حوضِ کوثر کا پانی کیسا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا، اللہ تعالیٰ جسے اُس میں سے ایک گھونٹ بھی پلا دے گا وہ اُسے پینے کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہو گا اور جسے اللہ تعالیٰ نے اُس سے محروم رکھا، وہ کبھی سیراب نہیں ہو گا۔‘‘

۵۔ خصوصی نداء اور کلماتِ حمد کا عطا کیا جانا

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کو آواز دے گا۔ یوں قیامت کے دن کی کاروائی کا آغاز ندائے ’’یا محمد‘‘ سے ہو گا۔ جس طرح ہم جلسہ کی کاروائی کا آغاز تلاوت سے کرتے ہیں۔ قیامت کی کاروائی کا آغاز حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم پاک سے ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو خصوصی کلماتِ حمد عطا فرمائے گا جو اس سے قبل کسی اور نبی کو عطا نہیں کیے گئے ہوں گے۔ اسی مقام و مرتبہ کا نام مقامِ محمود ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا جائے گا:

وَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ حَيْثُ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، حُفَاةً كَمَا خُلِقُوْا، سُكُوْتًا لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَيُنَادِي مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَلَكَ وَإِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْبَيْتِ، قَالَ: فَذَلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ. (۱)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ آخرت لوگوں کو ایک ہموار میدان میں اکٹھا فرمائے گا۔ جہاں پکارنے والے کی آواز کو سب سن سکیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے۔ لوگ اسی طرح ننگے ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے اذنِ الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی جرات نہیں ہوگی۔ (اللہ رب العزت) آواز دے گا: محمد! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بھلائی تیرے لیے اور تیری طرف ہے ۔تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ میں تیرے ہی لیے ہوں اور میری دوڑ تیری ہی جانب ہے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ذاتِ بابرکات، بلند اور پاک ہے۔ اے بیت اللہ کے رب! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (جس جگہ کھڑے ہو کر آپ یہ حمد بیان کریں گے) وہی مقام محمود ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔''

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۴

۲۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶: ۳۱۹، رقم: ۳۱۷۴۴

٦۔ اہلِ ایمان کے آخری گروہ کی دوزخ سے نجات

حضور شافعِ محشر ﷺ روزِ قیامت اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک دوزخ سے اہلِ ایمان کے آخری گروہ کو بھی نہ نکال لیں۔ آپ ﷺ کے اِس منصبِ شفاعت کو مقامِ محمود قرار دیا گیا ہے۔ اس بات کی وضاحت درج ذیل فرمانِ رسول ﷺ سے نمایاں ہو رہی ہے۔

عَنْ يَزِيْدِ الْفَقِيْرِ قَالَ: كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِيْ رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ، فَخَرَجْنَا فِيْ عِصَابَةٍ ذَوِي عَدَدٍ نُرِيْدُ أَنْ نَحُجَّ، ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ. قَالَ: فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ، فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ،قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ! مَا هَذَا الَّذِى تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾(١) وَ ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾(٢) فَمَا هَذَا الَّذِي تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ (يَعْنِى الَّذِي يَبْعَثُهُ اللهُ فِيْهِ)؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي يُخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ.

وذكر حديث الشفاعة في إخراج الجهنّميّن.(٣)

(١) آل عمران، ٣: ١٩٢

(٢) السجدة، ٣٢: ٢٠

(٣) ١۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ١: ١٧٩، رقم: ١٩١

''یزید فقیر کہتے ہیں: مجھے خوارج کی رائے نے گھیر لیا تھا (کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔ پس ہم لوگوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لیے نکلے (اور سوچا کہ بعد میں) ہم لوگوں کے پاس (اپنے اس عقیدہ کو بیان کرنے کے لیے) جائیں گے۔ فرماتے ہیں: ہمارا گزر مدینہ منورہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: اچانک انہوں نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو میں نے ان سے عرض کیا: اے صحابیِ رسول! آپ یہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو (جہنمیوں کے بارے) فرماتا ہے: ﴿بے شک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے واقعۃً رسوا کر دیا﴾ اور ایک مقام پر ہے ﴿جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے﴾ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم نے حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام پڑھا ہے جس پر اللہ تعالیٰ انہیں فائز فرمائے گا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم سے نکالے گا۔

''اس کے بعد انہوں نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری گروہ کے بارے میں حدیثِ شفاعت کا ذکر کیا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

.... ۲۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۵۴، رقم: ۴۴۸

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۲۹، رقم: ۸۵۸

۴۔ بيهقی، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۹، رقم: ۳۱۵

۵۔ قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ ﷺ: ۲۷۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ النَّارِ النَّارَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَتَبْقَى آخِرُ زُمْرَةٍ مِّنَ الْجَنَّةِ وَآخِرُ زُمْرَةٍ مِّنَ النَّارِ، فَتَقُوْلُ زُمْرَةُ النَّارِ لِزُمْرَةِ الْجَنَّةِ: مَا نَفَعَكُمْ إِيْمَانُكُمْ، فَيَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ وَيَضِجُّوْنَ فَيَسْمَعُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، فَيَسْأَلُوْنَ آدَمَ وَغَيْرَهُ بَعْدَهُ فِي الشَّفَاعَةِ لَهُمْ، فَكُلٌّ يَعْتَذِرُ حَتَّى يَأْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَشْفَعُ لَهُمْ، فَذَلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ جب اہلِ دوزخ اور اہلِ جنت دوزخ اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے تو دوزخ میں صرف دو گروہ رہ جائیں گے۔ ایک گروہ وہ ہوگا جس کو بعد ازاں جنت میں داخل کیا جائے اور دوسرا گروہ اُن دوزخیوں کا ہوگا جو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ پس دوزخیوں کا گروہ جنتیوں سے کہے گا: تمہارے ایمان نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟ یہ سن کر مسلمانوں کا گروہ اپنے رب کو پکارے گا اور فریاد کرے گا جس کو اہلِ جنت سنیں گے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام سے اُن کی شفاعت کی سفارش کریں گے لیکن تمام انبیاء کرام علیهم السلام اس سے معذوری کا اظہار کریں گے یہاں تک کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور آپ ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی مقامِ محمود ہوگا۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دوزخ سے اُن لوگوں کو بھی نکال لیں گے جنہوں نے زندگی میں صرف ایک بار صدقِ دل کے ساتھ کلمہ پڑھا ہوگا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ أَنْتَظِرُ أُمَّتِي تَعْبُرُ عَلَى الصِّرَاطِ إِذْ جَاءَنِي عِيْسَى، فَقَالَ: هَذِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ يَا

---

(۱) قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفٰى ﷺ: ۲۷۲

مُحَمَّدُ يَسْأَلُوْنَ. أَوْ قَالَ: يَجْتَمِعُوْنَ إِلَيْکَ. وَيَدْعُوْنَ اللهَ ﷻ أَنْ يُفَرِّقَ جَمْعَ الْأُمَمِ إِلَى حَيْثُ يَشَاءُ اللهُ لِغَمِّ مَا هُمْ فِيْهِ، وَالْخَلْقُ مُلْجَمُوْنَ فِي الْعَرَقِ وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَهُوَ عَلَيْهِ کَالزَّكْمَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَتَغَشَّاهُ الْمَوْتُ، قَالَ: قَالَ لِعِيْسَى: انْتَظِرْ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْکَ قَالَ: فَذَهَبَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ حَتَّى قَامَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَقِيَ مَا لَمْ يَلْقَ مَلَکٌ مُصْطَفَى وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ. فَأَوْحَى اللهُ ﷻ إِلَى جِبْرِيْلَ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَهُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، قَالَ: فَشُفِّعْتُ فِي أُمَّتِي أَنْ أُخْرِجَ مِنْ كُلِّ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا وَاحِدًا قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَتَرَدَّدُ عَلَى رَبِّي ﷻ فَلَا أَقُوْمُ مَقَامًا إِلَّا شُفِّعْتُ، حَتَّى أَعْطَانِي اللهُ ﷻ مِنْ ذٰلِکَ أَنْ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِکَ مِنْ خَلْقِ اللهِ ﷻ مَنْ شَهِدَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَوْمًا وَاحِدًا مُخْلِصًا وَمَاتَ عَلَى ذٰلِکَ.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پل صراط پر اپنی اُمت کا پل عبور کرتے ہوئے انتظار کروں گا کہ اس اثناء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اے محمد! یہ انبیاء آپ کے پاس التجا لے کر آئے ہیں یا تیرے پاس اکٹھے ہیں (راوی کو الفاظ میں شک ہے)، اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ تمام گروہوں کو وہ اپنی منشاء کے مطابق الگ کر دے تاکہ انہیں پریشانی سے نجات مل جائے۔ اس دن لوگ اپنے پسینوں میں ڈوبے ہوں گے مومن پر اس کا اثر ایسے ہوگا جیسے زکام میں

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۸، رقم: ۱۲۸۴۷

۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۱۰: ۴۵۰

(ہلکا پُھلکا پسینہ) اور جو کافر ہو گا اسے موت نے آ لیا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس میں کہوں گا: اے عیسٰی! ذرا ٹھہریئے یہاں تک کہ میں آپ کے پاس لوٹوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے جائیں گے یہاں تک کہ عرش کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ پس آپ کو وہ شرفِ باریابی حاصل ہو گا جو کسی برگزیدہ فرشتے کو حاصل ہوا نہ کسی رسول کو۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائے گا: محمد کے پاس جا کر کہو سرِ انور اٹھایئے، مانگیے آپ کو عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پس میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔ ہر ننانوے لوگوں میں سے ایک کو نکالتا جاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: میں بار بار اپنے رب کے حضور جاؤں گا اور جب بھی اس کے حضور کھڑا ہوں گا، شفاعت کروں گا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کا مکمل اختیار عطا فرمائے گا اور فرمائے گا: اے محمد! اللہ کی مخلوق، اپنی اُمت میں سے ہر اس شخص کو جنت میں داخل کر دے جس نے ایک دن بھی اخلاص کے ساتھ یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور اسی پر اس کی موت آئی ہو۔‘‘

۷۔ جمیع اُمم کے لیے شفاعتِ عظمیٰ کا اختیار دیا جانا

روزِ قیامت تمام انبیاء کرام علیھم السلام اپنی اُمتوں سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ ہماری شفاعت فرمائیں کہ حساب جلد شروع ہو اور ہمیں حشر کی سختیوں سے نجات مل سکے۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر حساب جلد شروع کرنے کی درخواست کریں گے جس کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت بخشے گا اور حساب و کتاب کا مرحلہ شروع ہو گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اختیارِ شفاعت، مقامِ محمود ہو گا۔

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّکَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللهِ. فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. فَيَأْتُوْنِيْ فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا.......(۱)

’’قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کی مانند بے قرار ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے، وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے جس پر وہ فرمائیں گے: یہ میرا منصب نہیں، تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: یہ میرا منصب نہیں، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے: یہ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب كلام الرب ﷻ يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب ادنیٰ أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۸۲، ۱۸۳، رقم: ۱۹۳

۳۔ نسائي، السنن الكبرى، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰

۵۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۱، رقم: ۸۷۳

میرا مقام نہیں، تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا: ہاں! آج شفاعت کرنا تو میرا ہی منصب ہے۔‘‘

ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِکَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا ﷻ فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَکَانِنَا. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ أَبُوْنَا، خَلَقَکَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَکَ مَلَائِکَتَهُ، وَعَلَّمَکَ أَسْمَاءَ کُلِّ شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّکَ. قَالَ: فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاکُمْ. وَيَذْکُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَکْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا، وَلَکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاکُمْ. وَيَذْکُرُ خَطِيْئَتَهُ: سُؤَالَهُ اللهَ ﷻ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَلَکِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاکُمْ. وَيَذْکُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، ثَلَاثَ کَذِبَاتٍ، کَذَبَهُنَّ، قَوْلَهُ: ﴿إِنِّي سَقِيْمٌ﴾[1] وَقَوْلَهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ کَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾[2] وَأَتَى عَلَى جَبَّارٍ مُتْرَفٍ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ، فَقَالَ: أَخْبِرِيْهِ أَنِّي أَخُوْکِ فَإِنِّي مُخْبِرُهُ أَنَّکِ أُخْتِي، وَلَکِنِ ائْتُوْا مُوْسَى عَبْدًا کَلَّمَهُ اللهُ تَکْلِيْمًا، وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاکُمْ وَيَذْکُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ الرَّجُلَ. وَلَکِنِ ائْتُوْا عِيْسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُوْلَهُ وَکَلِمَةَ اللهِ وَرُوْحَهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ

(۱) الصافات، ۳۷: ۸۹

(۲) الأنبياء، ۲۱: ۶۳

هُنَاكُمْ، وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا عَبْدَ اللهِ وَرَسُوْلَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: فَيَأْتُوْنِيْ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ ﷻ فِيْ دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِرْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا، فَأُخْرِجُهُمْ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ ﷻ الثَّانِيَةَ، فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِرْفَعْ رَأْسَکَ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، وَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا، فَأُخْرِجُهُمْ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ هَمَّامٌ: وَأَيْضًا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ: ثُمَّ أَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ الثَّالِثَةَ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا، فَأُخْرِجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ هَمَّامٌ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، فَلَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ. أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. ثُمَّ تَلَا قَتَادَةُ: ﴿عَسٰى أَن يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[1] قَالَ: هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ

(١) بني إسرائيل، ١٧: ٧٩

الَّذِيْ وَعَدَ اللهُ ﷻ نَبِيَّهُ ﷺ.(۱)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان والوں کو روک لیا جائے گا تو وہ اس سے غمگین ہو کر آپس میں کہیں گے: ہمیں اپنے پروردگار کے ہاں کوئی سفارشی چاہیے جو ہمیں اس دن کی سختی سے راحت فراہم کرے۔ پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے: آپ ہمارے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے تخلیق فرمایا اور آپ کو ملائکہ سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلا دیے تو آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے: میں اس منصب پر فائز نہیں اور اپنے درخت سے کھانے کا ذکر فرمائیں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا، لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔ پس وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس منصب پر فائز نہیں اور بغیر علم کے اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کی خطا کا ذکر کریں گے، بلکہ تم اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس منصب پر فائز نہیں اور اپنے (بظاہر نظر آنے والے) تین جھوٹوں کی خطا کا ذکر کریں گے۔ ان کا یہ کہنا ﴿بے شک میں بیمار ہونے والا ہوں﴾ اور ان کا قول ﴿بلکہ یہ (کام) ان کے اس بڑے (بت) نے کیا ہوگا﴾ اور جب وہ بمع اہلیہ ظالم صاحبِ ثروت (حکمران) کے پاس آئے تو اہلیہ سے فرمایا: تم اسے کہنا کہ بے شک میں تمہارا بھائی ہوں اور میں اسے بتاؤں گا کہ تو میری بہن ہے۔ (اس سبب کی وجہ سے

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۴۴، رقم: ۱۳۵۶۲،
۲۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۷۴، رقم: ۸۰۴
۳۔ خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۳: ۱۴۱

وہ لوگوں سے فرمائیں گے) لیکن تم اللہ کے برگزیدہ بندے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے اور ان کو تورات عطا کی ہے۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس پر فائز نہیں اور ایک شخص کے قتل کرنے کی اپنی خطا کا ذکر کریں گے، لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کے کلمہ اور اس کی روح ہے۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس منصب پر نہیں، لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کے وسیلہ سے اُن کی اُمت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب کی بارگاہ سے اجازت چاہوں گا، مجھے اجازت دی جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہی میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اُسی حالتِ سجدہ میں رکھے گا پھر فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، کہیے آپ کو سنا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں: میں اپنا سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے کلمات سے حمد و ثنا کروں گا۔ پھر میں سفارش کروں گا تو وہ میرے لیے حد مقرر فرمائے گا لہٰذا میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اُنہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر دوسری بار میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اذن دیا جائے گا۔ پس اس کو دیکھتے ہی میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اس حال پر رکھے گا پھر فرمائے گا: محمد! اپنا سر اٹھایئے! کہیے آپ کو سنا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں: میں اپنا سر اٹھا کر اپنے رب کی ان کلمات سے حمد و ثناء کروں گا جو

وہ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے ایک حد مقرر فرما دے گا پس میں اُنہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ ھمام کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اُنہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر تیسری بار میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا۔ پس اس کو دیکھتے ہی میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اُس حال پر رکھے گا پھر فرمائے گا: محمد! اپنا سر اٹھایئے، کہیے آپ کو سنا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں: میں اپنا سر اٹھا کر اپنے رب کی ان کلمات سے حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے ایک حد مقرر فرما دے گا پس میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ ھمام کہتے ہیں: میں نے اُن (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ) کو کہتے ہوئے سنا (کہ حضور ﷺ نے فرمایا): میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، جہنم میں صرف وہ رہ جائے گا جسے قرآن نے روک دیا یعنی جس کے لیے ہمیشہ رہنا مقدر کر دیا گیا ہے۔ پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ فرمایا: یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔‘‘

۸۔ اللہ عزوجل کا حضور ﷺ سے سوال: ما ترید أن أصنع بأمّتک

روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے سونے کا منبر بچھایا جائے گا لیکن آپ ﷺ اپنی اُمت کی خاطر اُس پر تشریف فرما نہیں ہوں گے بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں

اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے پوچھے گا: ما ترید أن أصنع بأمّتک۔ ''اے محبوب! آپ کیا چاہتے ہیں کہ آپ کی اُمت سے کیا سلوک کیا جائے۔'' اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے یہ پیار بھرا سوال فرمانا اور آپ ﷺ کو آپ کی اُمت کے بارے میں مکمل اختیار عطا فرما دینا، مقامِ محمود ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَ يَبْقٰى مِنْبَرِيْ لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيَّ رَبِّيْ مَخَافَةً أَنْ يَبْعَثَ بِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَبْقٰى أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ، فَيَقُوْلُ اللهُ ﷻ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تُرِيْدُ أَنْ أَصْنَعَ بِأُمَّتِکَ؟ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ عَجِّلْ حِسَابَهُمْ، فَيُدْعٰى بِهِمْ فَيُحَاسَبُوْنَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِيْ فَمَا أَزَالُ أَشْفَعُ حَتَّى أُعْطٰى صِکَاکًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَآتِيْ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَکْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِيْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۱)

''(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لیے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، وہ اُن پر جلوہ افروز ہوں گے جب کہ میرا منبر (خالی) رہے گا، میں اُس پر نہیں بیٹھوں

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱
۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری اُمت (بے یار و مددگار) رہ جائے۔ چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوں گا: میری اُمت! میری اُمت! اللہ ﷻ دریافت فرمائے گا: اے (پیارے) محمد! آپ کی مرضی کیا ہے؟ آپ کی اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! ان (میری اُمت) کا حساب جلد فرما دے۔ پس انہیں بلایا جائے گا، ان کا حساب ہوگا ان میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے، میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں (اپنی اُمت کے) اُن افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کرلوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلى الله عليك وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔''

۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کا استقبال

روزِ قیامت جب حضور نبی اکرم ﷺ شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے چلیں گے تو باری تعالیٰ خود بڑھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کا استقبال فرمائے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو اس شان سے نوازا جانا مقامِ محمود ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأُعْطَى لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَآتِي بَابَ الْجَنَّةِ فَآخُذُ بِحَلْقَتِهَا فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَقُوْلُ أَنَا مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُوْنَ لِي فَأَدْخُلُ

فَأَجِدُ الْجَبَّارَ مُسْتَقْبِلِي فَأَسْجُدُ لَهُ فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.......[1]

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے سر کے اُوپر سے روزِ قیامت زمین کو ہٹایا جائے گا اور میں یہ بطورِ فخر نہیں کہہ رہا، روزِ قیامت میں لواءِ حمد کا اٹھانے والا ہوں اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور روزِ قیامت میں ہی جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا، میں جنت کے دروازے پر آؤں گا تو مجھ سے پوچھا جائے گا: کون؟ میں جواب دوں گا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ پس میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں جنت میں داخل ہوں گا تو اپنے جبار رب کو اپنے استقبال کے لیے موجود پاؤں گا۔ میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور کلام کیجیے آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کا کہا قبول کیا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔......''

قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) نے اپنی کتاب 'الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ص: ۲۷۷)' میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے اور یہی الفاظ امام مروزیؒ (م ۲۹۴ھ) نے اپنی کتاب 'تعظیم قدر الصلاۃ (۲۷۸)' میں روایت کیے ہیں:

(۱) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱

۳۔ ابن مندة، الإيمان، ۲: ۸۴۶، رقم: ۸۷۷

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْفَلِقُ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَمَعِي لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ الْجَنَّةَ وَلَا فَخْرَ، فَآتِي فَآخِذُ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ، فَيُفْتَحُ لِي، فَيَسْتَقْبِلُنِي الْجَبَّارُ تَعَالَى، فَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا.......

''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے سر کے اُوپر سے زمین کو ہٹایا جائے گا اور میں یہ بطورِ فخر نہیں کہہ رہا، میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا، روزِ قیامت لواءِ حمد میرے ہاتھ میں ہو گا، میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا، میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے پکڑ لوں گا۔ مجھ سے پوچھا جائے گا: کون؟ میں جواب دوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ پس خداے جبار میرا استقبال فرمائے گا۔ میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔......''

امام ابو یعلیٰؒ نے 'المسند (۷: ۱۵۸، رقم: ۴۱۳۰)' میں اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ بَابٌ مِنْ ذَهَبٍ وَحَلْقَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَيَسْتَقْبِلُنِي النُّوْرُ الْأَكْبَرُ فَأَخِرُّ سَاجِدًا فَأُلْقِي مِنَ الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ مَا لَمْ يَلْقِ أَحَدٌ قَبْلِي فَيُقَالُ لِي: إِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.......

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر دستک دوں گا۔ جنت کا دروازہ کھولا جائے گا جو کہ سونے کا ہو گا

اور اس کی زنجیر چاندی کی ہو گی۔ پس نورِ اکبر (اللہ رب العزت) بڑھ کر میرا استقبال فرمائے گا، میں فوراً سجدہ ریز ہو جاوں گا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے وہ کلمات ادا کروں گا جو اس سے پہلے کسی نے ادا نہیں کیے ہوں گے۔ مجھ سے کہا جائے گا: اے حبیب! اپنا سرِ انور اٹھایئے، مانگیے عطا کیا جائے گا، کہیے سنا جائے گا اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔......''

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کا استقبال فرمانا یہ لطف و کرم، محبت اور فضل و احسان کے اظہار کے لیے ہے اور آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا سجدے میں گر جانا شانِ عبدیت کے اظہار کے لیے ہو گا۔ راقم کی رائے میں عرش پر بٹھایا جانا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے نوافل کا صلہ ہے جب کہ حضور ﷺ کی یہ شان کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا استقبال فرمائے گا یہ آپ ﷺ کے فرائض کا صلہ ہو گا۔

۱۰۔ اللہ ﷻ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھانا

قاضی عیاضؒ نے مقامِ محمود کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت، حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھائے گا اور حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت مہمانِ خصوصی ہوں گے۔ آپ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ مقامِ محمود ہو گا:

۱۔ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِ اللهِ ﷻ: ﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: یُجْلِسُهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ جِبْرِیْلَ علیه السلام، وَیَشْفَعُ لِأُمَّتِهِ. فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۲: ۶۱، رقم: ۱۲۴۷۴

۲۔ سيوطي، الدر المنثور في التفسير بالماثور، ۵: ۲۸۷

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنهما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہو گا۔''

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: يُجْلِسُنِي مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ. (۱)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنهما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت مجھے اپنے ساتھ پلنگ (خصوصی نشست) پر بٹھائے گا۔''

۳۔ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: يُجْلِسُهُ مَعَهُ عَلَى عَرْشِهِ. (۲)

''حضرت مجاہدؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ - کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ رب العزت آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔''

---

(۱) ۱۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۳: ۵۸، رقم: ۴۱۵۹
۲۔ سيوطي، الدر المنثور فی التفسير بالماثور، ۵: ۲۸۷

(۲) ۱۔ طبري، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱۵: ۹۸
۲۔ سيوطي، الدر المنثور فی التفسير بالماثور، ۵: ۲۸۷
۳۔ عسقلاني، فتح الباري، ۱: ۴۳۶

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاo﴾ قَالَ: یُجْلِسُهُ عَلَی السَّرِیْرِ.[1]

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنهما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصی نشست پر فائز فرمائے گا۔''

(۱) سیوطي، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۵: ۲۸۶

امام ابن الجوزیؒ کی تفسیر

امام ابن الجوزیؒ (۵۰۸-۵۹۷ھ) 'زاد المسیر في علم التفسیر (۵: ۷٦)' میں مقامِ محمود کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں دو قول ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ اس سے مراد روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کا لوگوں کی شفاعت فرمانا ہے۔ اس قول کی تصریح حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم کے اقوال سے ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا: حضرت ابو وائلؒ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ یہی الفاظ حضرت ضحاکؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنهما سے اور حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت کیے ہیں۔

امام ابن الجوزیؒ نے بھی اس قول کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کر کے اس پر کسی قسم کی کوئی بحث اور تنقید نہیں کی جس کا مطلب ہے کہ یہ قول ثقہ اور قابلِ قبول ہے۔

امام قرطبیؒ کے ہاں مقامِ محمود کے اطلاقات

امام قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) اپنی تفسیر ’الجامع لأحکام القرآن (۱۰: ۳۰۹-۳۱۲)‘ میں ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں چار اقوال ہیں:

۱۔ مقامِ شفاعت ہی مقامِ محمود ہے

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا کَانَ یَوۡمُ الۡقِیَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعۡضُهُمۡ إِلَی بَعۡضٍ فَیَأۡتُونَ آدَمَ فَیَقُولُونَ لَهُ اشۡفَعۡ لِذُرِّیَّتِکَ فَیَقُولُ لَسۡتُ لَهَا وَلَکِنۡ عَلَیۡکُمۡ بِإِبۡرَاهِیمَ عَلَیۡهِ السَّلَام فَإِنَّهُ خَلِیلُ اللهِ فَیَأۡتُونَ إِبۡرَاهِیمَ فَیَقُولُ لَسۡتُ لَهَا وَلَکِنۡ عَلَیۡکُمۡ بِمُوسَی علیہ السلام فَإِنَّهُ کَلِیمُ اللهِ فَیُؤۡتَی مُوسَی فَیَقُولُ لَسۡتُ لَهَا وَلَکِنۡ عَلَیۡکُمۡ بِعِیسَی علیہ السلام فَإِنَّهُ رُوحُ اللهِ وَکَلِمَتُهُ فَیُؤۡتَی عِیسَی فَیَقُولُ لَسۡتُ لَهَا وَلَکِنۡ عَلَیۡکُمۡ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأُوتَی فَأَقُولُ أَنَا لَهَا....... (۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب ادنی أهل الجنة منزلة فیها، ۱: ۱۸۲، ۱۸۳، رقم: ۱۹۳

۲۔ نسائي، السنن الکبری، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

۳۔ أبو یعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰

’’جب حشر کا دن بپا ہو گا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے، پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اپنی اولاد کے لیے شفاعت کیجیے، حضرت آدم فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے، البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے میرا منصب یہ نہیں ہے البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں، پھر لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے، البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح ہیں اور اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے البتہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ، پھر تمام لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان سے کہوں گا: ہاں یہ میرا ہی منصب ہے۔......‘‘

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ. (۱)

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العزت کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، أبواب التفسير، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷

۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

۳۔ سيوطي، الدر المنثور فی التفسير بالماثور، ۸: ۵۴۳

درج بالا احادیثِ مبارکہ سے مقامِ محمود کا وسیع تصور سامنے آتا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کے جتنے عظیم المرتبت مراحل ہیں وہ مقامِ محمود کے ذیل میں ہی آتے ہیں۔

شفاعت کی اَقسام

مذکورہ روایات کو بیان کرنے کے بعد امام قرطبیؒ، قاضی عیاض مالکیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے شفاعت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں کہ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت پانچ قسم کی ہو گی اور یہ تمام مقامِ محمود کے دائرے میں آئیں گی۔ امام قسطلانیؒ نے 'ارشاد السّاری لشرح صحیح البخاری' میں، امام ابن حجر عسقلانیؒ نے 'فتح الباری بشرح صحیح البخاری' میں اور دیگر محدثین نے بھی شفاعت کی ان پانچ قسموں کو قاضی عیاضؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے:

(۱) شفاعتِ عامہ

روزِ قیامت تمام انبیاء کرام علیھم السلام اور اُمتوں کی طرف سے جلد حساب شروع کرنے کی درخواست کے جواب میں حضور نبی اکرم ﷺ بارگاہِ الٰہی میں حساب جلد شروع کرنے کی درخواست کریں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت کی بناء پر حساب و کتاب شروع ہو گا۔ تعجیلِ حساب کا یہی مرحلہ شفاعتِ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ ہے اسی کو شفاعتِ عامہ بھی کہتے ہیں۔ شفاعت کا یہی مقامِ اوّل حضور ﷺ کا مقامِ محمود ہو گا کہ اِسی پر حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف شروع ہو جائے گی اور تمام مخلوقات آپ ﷺ کی حمد کریں گی۔ اسی پر قیامت کے دن حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد کے ڈنکے بج جائیں گے۔ قیامت کے اس مرحلہ کی ابتداء سے ہی حضور ﷺ کی تعریف شروع ہو جائے گی اور جنت کے داخلے تک حضور ﷺ کی حمد جاری رہے گی۔ یومِ قیامت کی ابتداء سے یومِ قیامت کی انتہاء تک حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود چھایا رہے گا۔

قیامت وہ دن ہوگا کہ جب سورج ایک میل یا سوا نیزے کی مسافت پر آ چکا ہوگا۔ اس کی تپش سے ہر کوئی اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ اس روز ابھی حساب و کتاب بھی شروع نہیں ہوا ہوگا اور کوئی یہ نہیں جانتا ہوگا کہ حساب کب شروع ہوگا؟ وہاں لوگ آپس میں کہیں گے: اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ نبی کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب جلد شروع کرنے کی گذارش کریں۔ تمام انبیاء اس سے معذوری کا اظہار کریں گے۔ تمام انبیاء اپنی اُمتوں سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ حساب جلد شروع کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء اور ان کی اُمتوں کی اس گذارش پر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے: باری تعالیٰ حساب جلد شروع کر۔ آپ ﷺ کا اس تعجیلِ حساب کے لیے شفاعت فرمانا شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ کبریٰ کا مقام ہوگا۔ اس تمام منظر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَجْمَعُ اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا آدَمُ! أَمَا تَرَى النَّاسَ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكَ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ

خَطَايَاهُ الَّتِيْ أَصَابَهَا، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى، عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا. فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى، عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ، عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُوْنَنِيْ فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ. ثُمَّ يُقَالُ لِيْ: إِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ. ثُمَّ يُقَالُ: إِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّيْ، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! قُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا، ثُمّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِى النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ

وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً. (۱)

’’حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو جمع کرے گا۔ پس وہ کہیں گے: چلو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی شفاعت کرنے والا ڈھونڈیں تا کہ وہ ہمیں اس حالت سے نجات عطا کرے۔ چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے: اے آدم! کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس حال میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے لہٰذا اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر دیجیے تا کہ وہ ہمیں ہماری اس حالت سے نجات عطا فرمائے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کے لائق نہیں، پھر وہ اپنی لغزش کا ان کے سامنے ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر بھیجا تھا۔ چنانچہ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی وہ لغزش یاد کریں گے جو ان سے ہوئی تھی، حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: تم ابراهیم علیہ السلام کے پاس جاؤ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله: لما خلقت بيدي، ۶: ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، رقم: ۶۹۷۵

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب قول الله: وعلّم آدم الأسماء كلها، ۴: ۱۶۲۴، رقم: ۴۲۰۶

۳۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۷

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنّة منزلة فيها، ۱: ۱۸۰، رقم: ۱۹۳

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۶، رقم: ۱۲۱۵۳

جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ سب لوگ ابراہیم ؑ کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی لغزشوں کا ذکر اُن سے کریں گے۔ البتہ تم لوگ موسیٰ ؑ کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت دی تھی اور ان سے کلام کیا تھا۔ سب لوگ موسیٰ ؑ کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور ان کے سامنے اپنی لغزش کا ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ عیسیٰ ؑ کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰ ؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں، تم سب لوگ محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اُن کے سبب اُن کی اُمت کی اگلی اور پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اپنے رب سے اِذن چاہوں گا تو مجھے اذن دے دیا جائے گا۔ پھر اپنے رب کو دیکھتے ہی اس کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا اسی حالت میں مجھے رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت منظور کی جائے گی، پس میں اپنے رب کی تعریف ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری بار لوٹوں گا اور اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو، سنا جائے گا، مانگو، عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا تو

اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اسی حالت پر مجھے برقرار رکھے گا، پھر کہا جائے گا: اٹھو محمد! آپ کہیے سنا جائے گا، سوال کیجیے عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنے رب کی ان کلماتِ حمد سے تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں حد کے اندر رہتے ہوئے شفاعت کروں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کروں گا پھر میں لوٹ کر عرض کروں گا: اے رب! اب جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ان کے جنہیں قرآن نے روک دیا ہے اور انہیں ہمیشہ ہی وہاں رہنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم سے وہ نکلے گا جس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کیا ہوگا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ کہا ہوگا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھی خیر ہوگی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کیا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی تمام اُمت کو دوزخ سے نکال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوں گے:

يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ. وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. (۱)

''اے رب! اب دوزخ میں صرف وہی (کفار و مشرکین) رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک لیا ہے اور اُن پر دوزخ میں رہنا لازم کر دیا گیا ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ داروغۂ جہنم حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کرے گا:

(۱) بخاري، الصحيح، کتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ: لما خلقت بيدي، ۶: ۲۶۹۶، رقم: ۶۹۷۵

يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِيْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ. (۱)

''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت شفاعت کی قبولیت کا یہ وسیع اختیار عطا کرنا آپ ﷺ کی رضا کے لیے ہوگا، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰیo (۲)

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےo''

گویا قیامت کے دن جو قانون لاگو ہو گا وہ عطائے خدا، مبنی بر رضائے مصطفیٰ ﷺ ہو گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ مطلع علی الغیب ہیں

درج بالا حدیثِ مبارکہ سے ایک نہایت ہی لطیف نکتہ مترشح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کی خبریں، محشر کے احوال و مناظر، جنت کی خوش خبریاں اور مالاءِ اعلیٰ کی گفتگو کو حضور نبی اکرم ﷺ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ اِن تمام اُمورِ غیبیہ کو صرف وہی جان سکتا ہے جسے اِس کی اطلاع ہو۔ آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اِن تمام اُمور کی اطلاع دینا آپ ﷺ کے علمِ غیب پر مطلع ہونے کی واضح دلیل ہے۔

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱
۴۔ منذری، الترغیب والترھیب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۲) الضحی، ۹۳: ۵

روزِ قیامت وسیلہ اور شفاعت

اس حدیث سے یہ عقیدہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے بندوں سے شفاعت کا سوال کریں گے۔ غور طلب بات ہے کہ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کی عدالت کی موجودگی میں لوگ شفاعت کا سوال اللہ کے انبیاء سے کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض نہیں ہوگا کہ پریشانی اور مشکل کو تو میں نے ہی ختم کرنا ہے، پھر کیوں کسی اور سے مانگنے جا رہے ہو؟ مخلوق کے پاس جا رہے ہو؟ مجھ ہی سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ یوں نہیں فرمائے گا بلکہ وہ اپنے انبیاء، اولیاء اور صلحاء کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دنیا کی نسبت توحید کا عروج روزِ قیامت زیادہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ سامنے عرش پر جلوہ افروز ہوگا اور یہ آواز آ رہی ہوگی:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ (۱)

’’آج کس کی بادشاہی ہے؟ اُسی یکتا ربِ جبار کی جو آج کے دن کا مالک ہے ○‘‘

ان آوازوں کی موجودگی میں، توحید کے عین عروج کے وقت، توسل اور شفاعت ہو رہی ہو گی۔ جس رب نے قیامت کے دن توسل، وسیلہ اور شفاعت کو سنت بنا رکھا ہے وہ رب آج توسل اور شفاعت کو کیسے منع فرمائے گا! قیامت کے دن کا عقیدہ اور نظام بھی یہی ہو گا اور آج کے دن کا عقیدہ اور نظام بھی یہی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ گوارا کرے گا کہ قیامت کے دن شرک ہو؟ روزِ قیامت لوگ انبیاء کے در پر جائیں گے اور اُن کے مناقب و فضائل بیان کریں گے، پھر ان سے شفاعت کا سوال کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمائے گا۔ معلوم یہ ہوا کہ توسل اور شفاعت توحید کے منافی نہیں۔ پہلی دفعہ تمام اُمتیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گی یہاں تک تو یہ تمام

---

(۱) المومن، ۴۰: ۱۶

اُمم کی سنت تھی لیکن پھر وہ نبی کے کہنے پر دیگر انبیاء کے پاس جائیں گے لہٰذا یہ انبیاء کی سنت بن جائے گی۔ نبی پھر نبی کے در پر بھیجے گا یہ نہیں کہے گا کہ سیدھے اللہ کی بارگاہ میں جاؤ کہ قبول تو اللہ نے ہی کرنا ہے۔ تمام اُمتیں انبیاء کے پاس سے ہوتے ہوئے آخر کار حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں گے تو حضور نبی اکرم ﷺ فرمائیں گے: **أنا لها** (یہ مقام میرا ہی ہے)، یہ کام میرے کرنے کا ہی ہے۔ الغرض شفاعت طلبی کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ کے در پر آ کر ختم ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنہما سے روایت ہے:

إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ: يَا فُلَانُ! اشْفَعْ، يَا فُلَانُ! اشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ. (۱)

’’قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبی کے پیچھے چلیں گے اور عرض کریں گے: اے فلاں! ہماری شفاعت فرمایئے، اے فلاں! ہماری شفاعت فرمایئے حتی کہ طلبِ شفاعت کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا۔ یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب قوله: عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا، ۴: ۱۷۴۸، رقم: ۴۴۴۱

۲۔ نسائي، السنن الكبرىٰ، ۶: ۳۸۱، رقم: ۱۱۲۹۵

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۷۱، رقم: ۹۲۷

۴۔ قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۰: ۳۰۹

۵۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

(۲) إدخال قوم الجنّة بغير حسابٍ (بغیر حساب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا)

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ قاضی عیاض مالکیؒ نے شفاعت کی دوسری قسم۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمانا۔ بیان کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت اپنی اُمت کے ایک عظیم گروہ کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے اولیاء، صلحاء اور صوفیاء کا گروہ ہوگا۔ اس سے یہ تصور بھی غلط ہوگیا کہ قیامت کے روز ہر ایک کا حساب ہو گا۔ قیامت امتحان کا دن ہے لیکن ہر ایک کا امتحان نہیں ہوگا۔ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں اس امتحان کی تیاری نہیں کی، امتحان اُنہی کا ہوگا۔ وہاں کچھ صاحبانِ امتنان بھی ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے احسانات ہوں گے اور وہ شکر ادا کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اُن کا امتحان اس لیے بھی نہیں ہوگا کہ ان کی کارکردگی پہلے ہی دیکھ لی گئی ہو گی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی امتحان میں گزاری۔ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کے حضور امتحان کا تھا۔ وہ اُس کی نظروں سے اُوجھل ہی نہیں ہوئے، اِن کا ہر ہر لمحہ حضوری کا تھا......، وہ ہر دم اس کی بارگاہ میں حاضر رہے......، شب و روز کی ایک ایک گھڑی ان کا امتحان تھا......، ہر شب بستر پر لیٹنے سے پہلے اُن کا امتحان تھا۔ اِنہیں کامیاب دُنیاوی زندگی بسر کرنے پر امتحان کے مرحلہ سے نہیں گزارا جائے گا بلکہ اب تو وہ خود صاحبانِ شفاعت ہوں گے کہ اُنہوں نے خودکئی لوگوں کو بخشوانا ہے۔ یہ بات احادیثِ مبارکہ میں ہے اور احادیث کی درجنوں کتب اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ روایات میں اِس گروہ کے افراد کی تعداد ستر ہزار آئی ہے۔ احادیث میں یہ بھی ہے کہ اِن میں سے ہر ہزار شخص اپنے ساتھ ستر ہزار افراد کو جنت میں لے کر جائے گا۔ ایک حدیث میں اِن افراد کا عدد سات لاکھ بھی آیا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ، شَکَّ فِيْ أَحَدِهِمَا، مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوْهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.(۱)

’’حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔‘‘

امام ترمذیؒ نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِيْنَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۷

۲۔ بخاري، الصحيح، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳: ۱۱۸۶، رقم: ۳۰۷۵،

۳۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۵: ۲۳۹۹، رقم: ۶۱۸۷

۴۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۸، رقم: ۲۱۹

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۵، رقم: ۲۲۸۳۹

كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا وَ ثَـلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ. (۱)

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ (اپنے حسبِ حال) اپنے چلوؤں میں سے تین چلو (جہنمیوں سے بھر کر) بھی جنت میں ڈالے گا۔‘‘

اِس سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے:

فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ. إِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّکَ، أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ. ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، سَلْ تُعْطَهْ،

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في الشفاعة، ۴: ۶۲۶، رقم: ۲۴۳۷

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب صفة محمد صلی الله عليه وآله وسلم، ۲: ۱۴۳۳، رقم: ۴۲۸۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۶۸، رقم: ۲۲۳۰۳،

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۴،

۵۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۱: ۲۶۰، ۲۶۱، رقم: ۵۸۸، ۵۸۹

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِکَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. (۱)

’’سب لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے آپ کی اُمت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کیجیے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ (حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ) میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب ﷻ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسنِ تعریف کے ایسے دروازے کھولے گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور پر اُس نے نہیں کھولے تھے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے، سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا:

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب التفسير، باب ذرية من حملنا مع نوح إنّه کان عبدا شکورا، ۴: ۱۷۴۵–۱۷۴۷، رقم: ۴۴۳۵

۲۔ بخاري، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب قول الله: ولقد أرسلنا نوحاً إلی قومه، ۳: ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، رقم: ۳۱۶۲

۳۔ بخاري، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب قول الله تعالی: واتّخذ الله إبراهيم خليلاً، ۳: ۱۲۲۶، رقم: ۳۱۸۲

۴۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۸۴، رقم: ۱۹۴

۵۔ ترمذي، السنن، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء فی الشفاعة، ۴: ۲۲۸–۲۳۰، رقم: ۲۴۳۴

۶۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۲۳

اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، کہا جائے گا: اے محمد! اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے جنت کے دائیں دروازے سے جنت میں داخل کیجیے۔''

گویا ہیں تو وہ بغیر حساب و کتاب جنت کے حقدار، لیکن جنت میں داخلے کی اجازت، حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل اور شفاعت سے ہی ملے گی۔

درج ذیل احادیث سے یہ بات مزید پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف اِن افراد کو جنت میں داخل فرمائیں گے بلکہ آپ ﷺ کو اِن افراد کی تعداد میں اضافہ کا اختیار بھی حاصل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ. (۱)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۶،

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ۵: ۲۱۸۹، رقم: ۵۴۷۴

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۷، رقم: ۲۱۶

’’میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا جن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی اُون کی چادر کو اُٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل فرما لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو اس کو ان میں شامل فرما لے، پھر ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔‘‘

ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِيْقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عزوجل، فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذَالِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِي. (۱)

’’حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ستر ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے رب عزوجل

.... ۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۰۰، رقم: ۹۲۰۲

۵۔ ابن مندة، الإيمان، ۲: ۸۹۴، رقم: ۹۷۰

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۶، رقم: ۲۲

۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۱۲

۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۳۹۳

سے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ۷۰ ہزار کا میرے لیے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ بے شک یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہوگا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو پہنچے گا۔‘‘

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ستر ہزار افراد میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد ما استوجبوا النّار بذنوبهم

(عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا)

قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ شفاعت کی تیسری قسم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی اُمت کے اُن افراد کو بھی اپنی شفاعت سے جنت میں داخل فرمانا ہے جن کے گناہوں کے باعث ان پر دوزخ میں ڈالا جانا لازم ہو چکا ہو گا۔ اُن پر دوزخ کے واجب ہو جانے کا اعلان ہو چکا ہو گا لیکن ابھی دوزخ میں داخل نہیں کیے گئے ہوں گے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شفاعت سے ان کو بخشوا لیں گے۔ لہٰذا ان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے گا اور اُنہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث اس تصور کو واضح کرتی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأُعْطَى لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَإِنِّي آتِي بَابَ الْجَنَّةِ، فَآخُذُ

بِحلْقَتِها، فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ: أَنَا مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُوْنَ لِيْ، فَأَدْخُلُ، فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِيْ، فَأَسْجُدُ لَهٗ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ: أُمَّتِيْ، أُمَّتِيْ، يَارَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَى أُمَّتِکَ فَمَنْ وَجَدْتَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. فَأُقْبِلُ، فَمَنْ وَجَدْتُ فِيْ قَلْبِهِ ذٰلِکَ، فَأُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِيْ، فَأَسْجُدُ لَهٗ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِيْ، أُمَّتِيْ، أَیْ رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَى أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِيْ قَلْبِهِ نِصْفَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ. فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِيْ، فَأَسْجُدُ لَهٗ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِيْ، أُمَّتِيْ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبْ إِلَى أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أَدْخَلْتُهُمُ الْجَنَّةَ.

وَفَرَغَ اللهُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَأُدْخِلَ مَنْ بَقِیَ مِنْ أُمَّتِی النَّارَ مَعَ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ النَّارِ: مَا أَغْنٰی عَنْكُمْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اللهَ لَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ شَيْئًا؟ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: فَبِعِزَّتِيْ لَأُعْتِقَنَّهُمْ مِنَ النَّارِ. فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ، فَيَخْرُجُوْنَ وَقَدِ امْتَحَشُوْا، فَيَدْخُلُوْنَ فِيْ نَهْرِ

الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي غُثَاءِ السَّيْلِ، وَيُكْتَبُ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللهِ ﷻ، فَيَذْهَبُ بِهِمْ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَلْ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الْجَبَّارِ ﷻ.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک قیامت کے دن جملہ مخلوقات میں سب سے پہلے میرے جسمِ اطہر سے زمین ہٹائی جائے گی اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا مجھے تھما دیا جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا۔ بے شک میں جنت کے دروازے کے پاس آ کر اس کی کنڈی پکڑ لوں گا تو فرشتے (اندر سے) پوچھیں گے: کون؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ وہ میرے لیے دروازہ کھولیں گے تو میں اندر داخل ہوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ میرا استقبال فرمائے گا تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجیے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس جایئے اور جس کے

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۶۹

۲۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

۳۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۶: ۳۲۳، رقم: ۲۳۴۵

۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۶، رقم: ۸۷۷

۵۔ مروزي، تعظيم قدر الصلاة، ۱: ۲۷۶، رقم: ۲۶۸

دل میں جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل فرما دیجیے۔ میں آؤں گا اور جس کے دل میں اتنا ایمان پاؤں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہے تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھائیے اور گفتگو کیجیے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیے اور جس کے دل میں آدھے جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل کیجیے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کے دل میں اتنی مقدار میں ایمان پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ رب العزت میرے سامنے جلوہ افروز ہیں تو میں سجدہ ریز ہوجاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھائیے اور گفتگو کیجیے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات مانی جائے گی اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان موجود ہو اس کو جنت میں داخل کیجیے، پس میں جاؤں گا اور جن کے دل میں ایمان کی اتنی مقدار پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

’’پس جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا اور میری اُمت میں سے جو لوگ باقی بچ جائیں گے انہیں اہلِ جہنم کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیا جائے گے۔ پس دوزخ والے لوگ ان کو طعنہ دیں گے: تمہیں اس بات نے کیا فائدہ دیا کہ تم اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں ٹھہراتے تھے؟ اس پر اللہ رب العزت فرمائے گا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کو ضرور جہنم کی آگ سے نجات دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتوں کو بھیجے گا (جو انہیں دوزخ سے نکالیں گے)۔ وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ بری طرح جھلس گئے ہوں گے، پھر وہ نہرِ حیات میں داخل ہوں گے تو اس میں سے اس طرح نکلیں گے جس طرح پانی کے کنارے دانہ اُگتا ہے۔ ان کے ماتھے کے درمیان لکھ دیا جائے گا یہ ''**عتقاء اللہ**'' اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ پس انہیں لے جا کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اہلِ جنت ان کو کہیں گے: یہ لوگ جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں بلکہ: یہ **عتقاء الجبّار** (اللہ تعالیٰ جبّار کے آزاد کردہ) ہیں۔''

درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

فَمَا أَزَالُ أَشْفَعُ حَتَّی أُعْطٰی صِکَاکًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَی النَّارِ، وَآتِيْ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَکْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِيْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۱)

''میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں (اپنی اُمت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کر لوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

(۴) إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد الإخراج من النّار (اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا)

حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی کی حد یہ ہوگی کہ روزِ قیامت آپ ﷺ اپنی اُمت کے اُن گناہگاروں کو، جو اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جا چکے ہوں گے، دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے اِس کو آپ ﷺ کی شفاعت کی چوتھی قسم قرار دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي، يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ.(۱)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے ایک قوم ضرور میری شفاعت کے سبب جہنم سے نکلے گی، پس انہیں جہنمی کہہ کر پکارا جائے گا۔''

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد میں اپنے فضل سے اُن سے یہ جھنّمیّون کا ٹائٹل بھی ختم فرما دے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ مِنَ أَهْلِ الإِيْمَانِ

(۱) ۱۔ ترمذي، الجامع الصحيح، أبواب صفة جهنم، باب ما جاء أن للنار نفسين و ما ذكر من يخرج من النار من أهل التوحيد، ۴: ۷۱۵، رقم: ۲۶۰۰

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۵

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۸: ۱۳۷، رقم: ۲۸۷

۴۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۱۱: ۴۲۹

بِذُنُوْبِهِمُ النَّارَ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِيْمَانُكُمْ وَ نَحْنُ وَ أَنْتُمْ فِيْ دَارٍ وَاحِدَةٍ مُعَذَّبُوْنَ، فَيَغْضَبُ اللهُ لَهُمْ، فَيَأْمُرُ مَالِكًا فَلَا يَدَعُ فِي النَّارِ أَحَدًا يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَيُخْرَجُوْنَ وَقَدِ احْتَرَقُوْا حَتَّى صَارُوْا كَالْحُمَّةِ السَّوْدَاءِ إِلَّا وُجُوْهَهُمْ، وَ أَنَّهُ لَا تَزْرَقُ أَعْيُنُهُمْ فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهَرَ الْحَيَوَانِ، فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ، فَيُذْهَبُ عَنْهُمْ كُلُّ فَتْرَةٍ وَأَذًى ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ. فَتَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ: طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ، فَيُدْعَوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ، ثُمَّ يَدْعُوْنَ اللهَ تَعَالَى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الإِسْمَ فَلَا يُدْعَوْنَ بِهِ أَبَدًا، فَإِذَا خَرَجُوْا مِنَ النَّارِ قَالَ الْكُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمِيْنَ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾[1]۔[2]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہلِ ایمان میں سے ایک قوم اپنے گناہوں کے باعث جہنم میں داخل ہوگی تو مشرکین ان سے کہیں گے: تمہیں تمہارے ایمان نے کوئی فائدہ نہیں دیا کہ ہمیں اور تمہیں ایک ہی جگہ عذاب دیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرمائے گا اور داروغۂ جہنم کو حکم دے گا کہ دوزخ میں ایسے کسی شخص کو نہ چھوڑے جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا ہو۔ پس انہیں اس حال میں جہنم سے نکالا جائے گا کہ چہرے کے سوا (ان کے پورے جسم) جل کر سیاہ کوئلہ کی مانند ہو چکے ہوں گے اور ان کی آنکھوں میں نیلگوں نہیں ہوگا، پس انہیں نہرِ حیات پر لایا جائے گا تو وہ اس میں نہائیں گے، سو ہر قسم کی آزمائش اور تکلیف ان سے دور کر دی جائے گی پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پس فرشتے ان سے کہیں

(۱) الحجر، ۱۵: ۲

(۲) خوارزمي، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۱۵۶

گے: تمہیں مبارک ہو، تم اس جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ، پس انہیں (جنت میں) جہنمی کہہ کر بلایا جائے گا، پھر (کچھ عرصہ بعد) وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو وہ ان سے اس نام کو ختم فرما دے گا سو انہیں اس نام سے کبھی بھی نہیں بلایا جائے گا۔ پس جب وہ آگ سے نکلیں گے تو کافر کہیں گے: کاش ہم مسلمان ہوتے! اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿کفار (آخرت میں مومنوں پر اللہ کی رحمت کے مناظر دیکھ کر) بار بار آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے﴾۔''

امام اعظمؒ کی روایت کردہ اس حدیث میں بھی گنہگار مومنین کا حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے سبب دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الإِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، قَالَ يَزِيْدُ: فَقُلْتُ إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ: وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ جَابِرٌ: إِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا، ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾(۱)، إِنَّمَا هِيَ فِي الْكُفَّارِ.(۲)

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ ایمان میں ایک قوم کو حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کے ذریعے دوزخ سے نکالا جائے گا، یزید الفقیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے، حضرت

(۱) المائدة، ۵: ۳۶

(۲) ۱۔ أبونعيم، مسند الإمام أبي حنيفة، ۱: ۲۶۰
۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۵۵
۳۔ آلوسي، روح المعاني فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی، ۶: ۱۳۱

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے قبل تو پڑھ ﴿بے شک جو لوگ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں﴾۔ یہ آیت صرف کفار کے بارے میں ہے (کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ان کے لیے کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا)۔‘‘

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنے کا ذکر یوں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي طَوِيْلِ الْحَدِيْثِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنِّي آتِي جَهَنَّمَ فَأَضْرِبُ بَابَهَا فَيُفْتَحُ لِيْ فَأَدْخُلُ فَأَحْمَدُ اللهَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَهُ أَحَدٌ قَبْلِي مِثْلَهُ، وَلَا يَحْمَدُهُ أَحَدٌ بَعْدِي. ثُمَّ أُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصًا، فَيَقُوْمُ إِلَيَّ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَيَنْتَسِبُوْنَ لِي فَأَعْرِفُ نَسَبَهُمْ وَلَا أَعْرِفُ وُجُوْهَهُمْ، وَأَتْرُكُهُمْ فِي النَّارِ. (۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں دوزخ کے پاس آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو میرے لیے اسے کھول دیا جائے گا۔ پس میں اس میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے کبھی نہیں کی ہوگی اور نہ میرے بعد ایسی کوئی اس کی حمد کرے گا۔ پھر میں اخلاص سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہنے والوں کو دوزخ سے نکالوں گا۔ پس قریش کے چند لوگ میرے پاس آکر مجھے اپنا نسب بتائیں گے تو میں ان کے نسب پہچان لوں گا لیکن ان کے چہرے نہ پہچانوں گا لہٰذا انہیں جہنم میں چھوڑ دوں گا۔‘‘

نیز اس حدیثِ مبارکہ میں گنہگار مومنین کے لیے شفاعت کا اثبات اور منافقین و مشرکین کے لیے شفاعت کی نفی کی گئی ہے۔

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۴: ۵۰۳، رقم: ۳۸۵۷
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۱۰: ۳۷۹

(۵) الشفاعة لزيادة الدّرجات في الجنّة (جنت میں درجات کی بلندی کے لیے شفاعت)

حضور نبی اکرم ﷺ جنت میں اپنے اُمتیوں کے درجات کی بلندی کے لیے بھی شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے جنت میں ادنیٰ درجے کے مستحق اعلیٰ درجات پر فائز کر دیئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت قیامت کے ختم ہو جانے کے ساتھ ختم نہیں ہوگی بلکہ آپ ﷺ کی شفاعت جنت میں بھی جاری رہے گی۔ ہر ایک جنتی کو اس کے اعمال کے مطابق درجات عطا کر دیئے جائیں گے۔ جنت کے مختلف درجات ہوں گے جو جس درجے کا مستحق ہوگا اُس درجہ میں اسے داخل کر دیا جائے گا۔ یہ تو عدل ہوگا لیکن پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے ان کے درجات بدل دیئے جائیں گے۔

جنت کے درجات

جنت کے مختلف درجات کا ثبوت حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ سے ملتا ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَدْ هَلَکَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ کَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْکِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا: هَبِلْتِ؟ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ؟ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ کَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى. (۱)

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۹

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت اُم حارثہ رضي الله عنها حاضر ہوئیں جب کہ غزوہ بدر میں ایک تیر لگنے سے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ کے ساتھ میرے دل کو کتنا لگاؤ ہے، لہٰذا اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس پر نہیں روؤں گی ورنہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ میں کرتی کیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟ (تمہارے خیال میں) کیا صرف ایک ہی جنت ہے؟ وہاں تو بہت سی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا حارثہ فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔‘‘

امام بخاریؒ کی روایت کے الفاظ میں تو حضرت اُم حارثہ رضي الله عنها کے اس واقعہ کا یہیں تک ذکر ہے، مگر امام بیہقیؒ نے ایک اور طریق سے جو روایت بیان کی ہے اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے اور ان الفاظ کو امام بدر الدین عینی نے ’عمدة القاری في شرح صحیح البخاری‘ میں بھی بیان کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

قَالَ: فَانْصَرَفَتْ وَهِيَ تَضْحَکُ وَتَقُوْلُ: بَخٍّ بَخٍّ لَکَ يَا حَارِثَةُ.(۱)

’’راوی بیان کرتے ہیں: حضرت اُم حارثہ رضي الله عنها وہاں سے اس حال میں روانہ ہوئیں کہ وہ ہنستی جاتی تھیں اور (حالتِ وجد میں) کہتی جاتی تھیں: واہ حارثہ! واہ، واہ حارثہ! واہ۔‘‘

اس سے واضح ہوا کہ جنت کے کئی درجات ہوں گے۔ جنت میں مختلف لوگوں کو

.... ۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۶۴، رقم: ۱۳۸۴۳

۳۔ أبو يعلی، المسند، ۶: ۳۸۵، رقم: ۳۷۳۰

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۴: ۲۰۳، رقم: ۱۹۳۲۰

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۷: ۳۶۳، رقم: ۱۰۵۹۰

۲۔ عيني، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، ۱۴: ۱۰۷

مختلف درجات عطا کیے جائیں گے۔ کسی کو محلات عطا کیے جائیں گے، کسی کو بڑے بڑے باغات عطا کیے جائیں گے اور وہاں کے محلات اور باغات اس دنیا سے دس دس گنا بڑے ہوں گے۔ حتی کہ جنت میں جو آخری شخص داخل ہوگا اور دوزخ سے جو آخری شخص نکلے گا اس کا ذکر بھی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔ اس کو جنت کا جو آخری درجہ عطا کیا جائے گا وہ اس پوری دنیا سے دس گنا بڑا ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی الله عنه قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم: إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُولُ اللهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يَقُولُ ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.(۱)

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، ۵: ۲۴۰۲، رقم: ۶۲۰۲

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب آخر أهل النّار خروجا، ۱: ۱۷۳، رقم: ۱۸۶

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب صفة الجنّة، ۲: ۱۴۵۲، رقم: ۴۳۳۹

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۶: ۵۱۷، رقم: ۷۴۷۵

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۶۰، رقم: ۴۳۹۱

’’حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے کون نکالا جائے گا یا سب سے آخر میں کون جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ آدمی جہنم سے اوندھے منہ نکالا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں چلا جا۔ وہ جائے گا اور جنت میں جھانک کر دیکھے گا تو اسے گمان گزرے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے، چنانچہ وہ واپس لوٹ کر عرض گزار ہو گا: اے رب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پس اس سے فرمایا جائے گا: جا جنت میں چلا جا۔ وہ دوبارہ جائے گا اور جنت میں جھانک کر دیکھے گا تو اسے پھر گمان گزرے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے۔ پس وہ پھر واپس لوٹ کر عرض کرے گا: اے رب! میں نے تو وہ بھری ہوئی پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پھر فرمائے گا: جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ جنت میں تیرا حصہ دنیا سے دس گنا بڑا ہے، یا تیرے لیے جنت میں دس دنیاؤں کے برابر جگہ ہے۔ (اس بات پر اسے یقین نہیں آئے گا، وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گا اور) اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: تُو مالکِ حقیقی ہو کر مجھے کیوں سامانِ تمسخر بناتا ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ (یہ بات بیان کر کے) حضور نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارک بھی نظر آنے لگیں اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: یہ تو اہلِ جنت کا سب سے کم درجہ ہے۔‘‘

روزِ قیامت جنت میں ہر ایک کو جب اُس کے استحقاق کے مطابق درجہ عطا کر دیا جائے گا تو پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا پانچواں درجہ شروع ہو گا۔ یہاں مختلف رفاقتوں، سنگتوں، تعلقات اور روابط کا حیاء ہو گا۔ اِن چیزوں کو سامنے رکھ کر حضور نبی اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر وہاں کم درجے والوں کو اُوپر والے درجوں میں بھیجا جائے گا۔ یہ درجات کی بلندی حضور نبی اکرم ﷺ، اہلِ بیتِ

اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء کرام ﷺ کی شفاعت سے ہوگی۔ یہ تمام گروہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے محبین، اپنے چاہنے والوں کی سفارش لے کر آئیں گے اور حضور نبی اکرم ﷺ ان کو اپنی شفاعت سے کم درجوں سے نکال کر بلند درجات میں داخل فرما دیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ. (۱)

’’حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک جنتی لوگ اپنے اُوپر بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جس طرح اُفق میں مشرق یا مغرب کی جانب کسی روشن ستارے کو دیکھتے ہوں، اس فرق کے باعث جو ان کے مقامات کے درمیان ہوگا۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! وہ تو انبیائے کرام کی منزلیں ہیں دوسرے وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ فرمایا، کیوں نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ لوگ پہنچ سکیں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳: ۱۱۸۸، رقم: ۳۰۸۳

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجنة صفة نعيمها وأهلها، باب ترائى أهل الجنة أهل الغرف كما يرى الكوكب في السّماء، ۴: ۲۱۷۷، رقم: ۲۸۳۱

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۴۳۹، رقم: ۲۰۹

قرآنِ پاک کی شفاعت کے باعث بھی جنت میں صاحبِ قرآن کے درجات بلند ہوں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اقْرَأْ وَاصْعَدْ فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ. (۱)

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن کا علم رکھنے والا (حافظِ قرآن اور عالمِ دین) جب جنت میں داخل ہو گا تو اُس سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت میں درجہ بدرجہ اُوپر جاتے جاؤ۔ پس وہ قرآن پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے بدلہ میں جنت میں ایک درجہ اُوپر جاتا جائے گا (ہر آیت کے بدلے اُس کے درجات بلند ہوتے جائیں گے) حتی کہ وہ قرآن کی وہ آخری آیت نہ پڑھ لے جو اُسے یاد ہوگی۔‘‘

دنیا میں نیک اولاد کی اپنے والدین کے لیے دعا جنت میں اُن کے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عزوجل لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُوْلُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ. (۲)

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب ثواب القرآن، ۲: ۱۲۴۲، رقم: ۳۷۸۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۰، رقم: ۱۱۳۷۸

۳۔ أبو يعلى، المسند، ۲: ۳۴۶، رقم: ۱۰۹۴

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۰۹، رقم: ۱۰۶۱۰

۲۔ بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۷: ۷۸

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں کسی صالح بندہ کا رتبہ بلند فرمائے گا تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! یہ رتبہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے بیٹے کا تیرے لیے مغفرت طلب کرنے کی وجہ سے۔‘‘

۲۔ روزِ قیامت لواءِ حمد کا عطا کیا جانا

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ دوسرا قول یہ ہے: ’’روزِ قیامت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لواءِ حمد کا عطا کیا جانا مقامِ محمود ہے۔‘‘ لیکن وہ اپنی رائے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں اور پہلے والے قول میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوائے حمد اُٹھائے شفاعت فرمائیں گے۔ جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي.......(۱)

’’روزِ قیامت میں بنی نوعِ آدم کا سردار ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا، روزِ قیامت لواءِ حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور روزِ قیامت حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔۔۔ (اس کے بعد حدیثِ شفاعت کا ذکر ہے۔)‘‘

.........۳۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۲۱۰، رقم: ۵۱۰۸

۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۶: ۲۵۵

۵۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۴: ۲۴۳

(۱) ترمذي، الجامع الصحيح، أبواب التفسير، باب ومن سورة بني إسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ خاص مقام اور رفعت وعظمت کا عطا کیا جانا کہ تمام انبیاء کرام علیھم السلام اور رُسلِ عظام حضور نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے، یہ مقامِ محمود ہے۔

ایک اور حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اس شان کا ذکر اس انداز میں فرمایا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا! وَأَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ.(۱)

”آگاہ ہو جاؤ (کہ میری شان یہ ہے)! میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، میں قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے میری لیے کھول دے گا پس مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہوں گے اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، میں اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرّم ومعزّز ہوں لیکن یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔“

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب المناقب، باب فی فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶

۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۶۱

ایک اور روایت میں اس شان کا اظہار یوں فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ، بِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ تَحْتِي آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ساری اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور سب سے پہلے میری زمین شق ہوگی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام ہوں گے۔‘‘

۳۔ اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں تیسرا قول اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی شان کے لائق عرش پر اپنی کرسی پر شانِ نزول فرمائے گا تو اپنے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کو ان کی شانِ مخلوقیت کے مطابق کرسی پر بٹھائے گا۔ اس قول کو امام طبریؒ اور دیگر مفسرین نے بھی مختلف راویوں سے بیان کیا ہے۔ حضرت مجاہد تابعیؒ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۸، رقم: ۶۴۷۸
۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱۳: ۴۸۰، رقم: ۷۴۹۳
۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۶۹، رقم: ۷۹۳
۴۔ مقدسی، الأحاديث المختارة، ۹: ۴۵۵، رقم: ۴۲۸
۵۔ هيثمي، موارد الظمآن، ۱: ۵۲۳، رقم: ۲۱۲۷

المقام المحمود هو أن يجلس الله تعالٰی محمدا ﷺ معه على كرسيّه.

''مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اُن کے لیے مخصوص کرسی پر بٹھائے گا۔''

مفسرین ومحدثین کی آراء

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام طبریؒ نے متعدد اقوال سے اس قول کو ثابت کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ نقاش نے امام ابو داود سجستانیؒ صاحبِ السنن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جو اِس حدیث یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔''

امام ابو داودؒ کے اس قول کو امام طبریؒ اور امام قرطبیؒ کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے 'فتح الباری بشرح صحیح البخاری' میں اور امام بدر الدین عینیؒ نے 'عمدة القاری في شرح صحیح البخاری' میں روایت کیا ہے۔ اِن تمام روایات کو بیان کرنے کے بعد وہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

إنّ محمدا يوم القيامة على كرسيّ الربّ بين يدي الرّبّ تبارك وتعالٰی. (۱)

''بے شک حضرت محمد ﷺ روزِ قیامت اللہ رب العزت کے بالکل سامنے، باری تعالیٰ کی رکھوائی گئی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔''

---

(۱) ۱۔ طبري، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۸

۲۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۱۱: ۴۸۰

۳۔ عيني، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، ۲۳: ۱۲۳

امام ابن حجر عسقلانیؒ اور امام بدر الدین عینیؒ نے یہ روایت حضرت عبد اللہ بن سلام کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی بیان کی ہے۔

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں: اہلِ علم آج تک اس کو روایت کرتے آ رہے ہیں۔ جس نے اس کا تاویل کی بناء پر انکار کیا تو ان کے بارے میں حضرت ابو عمرو اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی امام قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل کرے تو اہلِ علم کے ہاں دو آیات کے بارے میں متروک قول ہیں: ایک تو اس آیت مقام محمود کے بارے میں دوسرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ○﴾[1] - کی تاویل میں کہتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَجر و ثواب کا انتظار کریں گے نہ کہ اُس کی نظر کا۔

امام قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ تمام تاویلات ابن شہاب سے حدیثِ تنزیل کی بحث میں ذکر کی گئی ہیں اور حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کے تحت یہ قول بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔

یہ تاویل ناممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عرش اور دیگر تمام اشیاء کی تخلیق سے بھی پہلے بذاتِ خود قائم تھا۔ پھر اُس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا لیکن اس میں اس کی ذاتی کوئی حاجت شامل نہ تھی بلکہ یہ اپنی قدرت و حکمت کے اظہار کے لیے کیا۔ تاکہ اس کے وجود، توحید اور کمالِ قدرت کو پہچانا جا سکے اور اس کے تمام پُر حکمت افعال کو جانا جا سکے۔ پھر اپنے لیے اُس نے عرش تخلیق کیا اور اُس پر وہ متمکن ہوا جیسا کہ اس نے چاہا لیکن اس مقصد کے بغیر کہ وہ اُس کے ساتھ ہی خاص ہو جائے یا عرش اُس کی جائے قرار بن جائے۔ کہا گیا کہ وہ آج بھی اپنی انہی صفات کے ساتھ قائم ہے جن کے ساتھ وہ مکان و زمان کی تخلیق سے پہلے تھا۔ پس اس بناء پر یہ بات برابر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش

(۱) القیامۃ، ۷۵: ۲۲، ۲۳

پر تشریف فرما ہوں یا کہ فرش پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء فرمانا، عرش پر قیام و قعود، اس پر آنے جانے اور اُس سے نیچے اُترنے اور وہ تمام معاملات جو عرش کو مشغول رکھیں ان سے عبارت نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت تو عرش پر حالتِ استواء میں ہے جیسا کہ اُس نے اپنے بارے میں خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا آپ ﷺ کے لیے صفتِ ربوبیت ثابت کرنے کے لیے نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے نکالنے کے لیے ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلند تر کرنے کے لیے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا مَعَهُ فرمانا - کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا - تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ.(۱)

''بے شک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔''

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَکَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.(۲)

''اے میرے رب! تو میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔''

وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَo(۳)

''اور بیشک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔''

اسی طرح کی دیگر تمام آیات رتبہ، قدر و منزلت کی بلندی اور اعلیٰ درجات کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی مخصوص مقام کی طرف۔

(۱) الاعراف، ۷: ۲۰۶
(۲) التحریم، ۶۶: ۱۱
(۳) العنکبوت، ۲۹: ۶۹

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنا

امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں چوتھا قول ہے: ''حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی شفاعت کے ذریعے دوزخ سے اپنی اُمت کے گناہگاروں کو نکالنا۔''

اس قول سے متعلق احادیث کا ذکر امام قرطبیؒ کی قاضی عیاضؒ کے حوالے سے بیان کردہ شفاعت کی چار اَقسام میں سے چوتھی قسم - **إدخال قوم من أمّته الجنّة بعد الإخراج من النّار** - کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ اِن دونوں اقوال میں بظاہر مشابہت معلوم ہوتی ہے لیکن اِن میں فرق یہ ہے کہ قاضی عیاضؒ نے مذکورہ عنوان کو شفاعت کی ایک قسم قرار دیا ہے جب کہ امام قرطبیؒ کے مطابق اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے کہ اِس سے مراد ہی حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی شفاعت کے ذریعے گنہگار اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنا ہے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَيَأْتُونِيْ، وَلِيْ عِنْدَ رَبِّيْ ثَـلَاثُ شَفَاعَاتٍ وَعَدَنِيْهِنَّ. قَالَ: فَآتِي الْجَنَّةَ، فَآخُذُ بِحَلْقَةِ الْبَابِ، فَأَسْتَفْتِحُ فَيُفْتَحُ لِيْ، فَأُحَيَّى، وَيُرَحَّبُ بِيْ فَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا دَخَلْتُهَا فَنَظَرْتُ إِلَى رَبِّيْ عَلَى عَرْشِهِ خَرَرْتُ سَاجِدًا فَأَسْجُدُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَسْجُدَ، فَيَأْذَنُ اللهُ لِيْ مِنْ حَمْدِهِ وَتَمْجِيْدِهِ بِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، إِسْأَلْ تُعْطَهْ، قَالَ: فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ! مَنْ وُقِعَ فِی النَّارِ مِنْ أُمَّتِيْ؟ فَيَقُوْلُ اللهُ: إِذْهَبُوْا فَمَنْ عَرَفْتَ صُوْرَتَهُ فَأَخْرِجُوْهُ مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أُولٰئِکَ حَتَّى لَا يَبْقِي أَحَدٌ. ثُمَّ يَقُوْلُ اللهُ: إِذْهَبُوْا فَمَنْ کَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ مِنَ النَّارِ، ثُمْ يَقُوْلُ: ثُلُثَيْ دِيْنَارٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: نِصْفَ دِيْنَارٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ:

قِيْرَاطٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِذْهَبُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ. قَالَ: فَيُخْرَجُوْنَ فَيُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ. قَالَ: فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ بِأَعْرَفَ فِي الدُّنْيَا بِمَسَاكِنِكُمْ وَأَزْوَاجِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِمَسَاكِنِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ.(۱)

''پس وہ میرے پاس آئیں گے، میرے لیے اپنے رب کے ہاں تین شفاعتیں ہیں جس کا اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں: میں جنت کی طرف آؤں گا اور دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا تو اُسے میرے لیے کھول دیا جائے گا۔ پس مجھے سلام کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا تو میں جنت میں داخل ہوں گا۔ جب میں اس میں داخل ہوں گا تو اپنے رب کو عرش پر دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اس وقت تک سجدہ کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں سجدہ کروں۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد اور بڑائی کرنے کا ایسی چیز سے اذن دے گا کہ مخلوق میں سے کسی کو ایسا اذن نہیں دیا گیا، پھر وہ فرمائے گا: اپنا سر اٹھایئے اے محمد! شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں عرض کروں گا: اے میرے رب! جو میرے اُمتی جہنم میں گر گئے ہیں (ان کی بخشش چاہتا ہوں)؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم جاؤ جس کی تم صورت پہچانو اس کو جہنم سے نکال لو، پس ان کو نکال لیا جائے گا حتی کہ ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم جاؤ پس جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، پھر فرمائے گا: دو تہائی دینار کے برابر، پھر فرمائے گا:

(۱) ۱۔ ابن راهويه، المسند، ۱: ۹۴، رقم: ۱۰
۲۔ ابن حيان، العظمة، ۳: ۸۳۵، رقم: ۳۸۶
۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۱۴۸، ۱۴۹

آدھے دینار کے برابر، پھر فرمائے گا: ایک قیراط (دینار کے دسویں حصے کے نصف برابر) پھر فرمائے گا: تم جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو (اس کو نکال لو) فرماتے ہیں: پس انہیں نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اہلِ جنت، جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے گھروں اور بیویوں کو اُسی طرح پہچان لیں گے جس طرح تم دنیا میں اپنے گھروں اور بیویوں کو پہچانتے ہو۔‘‘

امام خازنؒ کا موقف

امام خازنؒ (م ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر 'لباب التأویل فی معانی التنزیل (۳: ۱۴۲، ۱۴۳)' میں مقامِ محمود کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں:

پہلا قول

والمقام المحمود هو مقام الشّفاعة لأنّه يحمده فيه الأوّلون والآخرون.

''اور مقامِ محمود ہی مقام شفاعت ہے کیونکہ اس مقام پر اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔''

اُنہوں نے بھی امام بغویؒ کی طرح یہ بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا انکار کرنے والا سب سے پہلا شخص عمرو بن عبید خارجی تھا اور وہ تمام اہلِ سنت کے ہاں بالاتفاق بدعتی تھا۔ گویا جو شفاعتِ رسول ﷺ کا انکار کرے، توسلِ رسول ﷺ کا انکار کرے اور شانِ رسالتِ محمدی ﷺ اور اس کی عظمتوں کا انکار کرے اس کو پہلے زمانوں میں ائمہ تفسیر بدعتی کہتے تھے۔

دوسرا قول

مقامِ محمود سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر یا کرسی پر بٹھائے گا۔

روى أبو وائل عن ابن مسعود أنّه قال: إنّ الله اتّخذ إبراهيم خليلا

وإنّ صاحبكم خليل الله وأكرم الخلق عليه. ثم قرأ: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قال: يقعده على العرش. وعن مجاهد مثله.

وعن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ قال: يقعد على الكرسي.

''حضرت ابو وائل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے جب کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے دوست بھی ہیں اور تمام مخلوق سے بڑھ کر کرم فرمانے والے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت مجاہد التابعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت ہے۔

''اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرسی پر بٹھائے گا۔''

امام خازنؒ نے عرش پر بٹھائے جانے کی روایت حضرت عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ تین جلیل القدر صحابہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن سلام، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے یہ روایت بیان کی اور پھر اس پر حضرت مجاہد التابعیؒ کا قول ہے۔ ان روایات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جلسۂ قیامت کا منظر نامہ یہ ہو گا کہ عرش جلسۂ قیامت کا سٹیج ہو گا، اللہ تعالیٰ صدرِ مجلس ہو گا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہمانِ خصوصی ہوں گے۔ عرش پر دو کرسیاں رکھی ہوں گی، ایک پر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق نزولِ اجلال فرمائے گا اور دوسری پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں گے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی رائے

علامہ ابن تیمیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) نے بھی مقامِ محمود کے بارے میں مذکورہ دو مشہور اقوال نقل کیے ہیں:

پہلا قول

پہلا قول یہ کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت قتادہؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

قال: كان أهل العلم يقولون: إنّ المقام المحمود الّذى قال تعالٰى: ﴿عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ هو شفاعته يوم القيامة.[۱]

''حضرت قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ علم کا یہ قول ہے کہ مقامِ محمود، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا)، سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا روزِ قیامت شفاعت فرمانا ہے۔''

دوسرا قول

علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا قول اللہ رب العزت کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا بیان کیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں:

إذا تبيّن هذا فقد حدث العلماء المرضيون وأولياؤه المقبولون

---

(۱) ابن تیمیه، مجموع الفتاویٰ، ۴: ۳۹۰

أنّ محمدا رسول الله ﷺ يجلسه ربّه على العرش معه.

روى ذلک محمد بن فضيل عن ليث عن مجاهد في تفسير ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ وذکر ذلک من وجوه أخرى مرفوعة وغير مرفوعة.(۱)

''جب یہ بات واضح ہوگئی تو معروف علماء اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اولیاء نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ کو اُن کا رب اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

''اِس بات کو محمد بن فضیلؒ نے حضرت لیثؒ سے اور انہوں نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تفسیر کے ذیل میں نقل کیا ہے اور اسے کئی دیگر مرفوع اور غیر مرفوع طرق سے بھی روایت کیا ہے۔''

اس کے بعد علامہ ابن تیمیہ نے امام ابن جریر طبریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: احادیث سے اس بات کا ثابت ہو جانا کہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے کے قول سے متناقض نہیں ہے۔ کیونکہ تمام ائمہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے انہوں نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں کیا۔ اس بات کا انکار صرف جھمیہ (خوارج) کے ایک گروہ نے کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے حضرت مجاہدؒ کا یہ قول کہ ''حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے گا۔'' اپنی کتاب 'الفتاویٰ الکبریٰ (۶: ۴۰۵)' میں بھی بیان کیا ہے۔

(۱) ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ۴: ۳۷۴

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ)، علامہ ابن تیمیہ کے نامور شاگرد ہیں۔ آپ نے مقامِ محمود کی تاویل میں دو اقوال نقل کیے ہیں:

۱۔ اوّلین و آخرین حضور ﷺ کی حمد بیان کریں گے

آپ بیان کرتے ہیں کہ ''محمود'' حضور نبی اکرم ﷺ کا صفاتی نام ہے۔ اس نام کی معنوی نسبت سے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی جائے گی۔

روزِ قیامت اس کا اظہار ہوگا اور جمیع مخلوقات اوّلین و آخرین، ملائکہ، انبیاء کرام، مسلمان حتی کہ کفار و مشرکین جنہوں نے اس دنیا میں آپ ﷺ کا انکار کیا تھا وہ بھی روزِ قیامت آپ ﷺ کی تعریف بیان کر رہے ہوں گے۔(۱)

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جانا

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب 'إجتماع الجیوش الإسلامیة (ص: ۱۲۰)' میں ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر میں امام طبری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

یجلسه علی العرش.

''(مقامِ محمود سے مراد ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔''

یہ قول بیان کر کے علامہ ابن قیم نے اس پر کوئی بحث نہیں کی لہٰذا اس کا مطلب یہی ہے کہ اُن کی ذاتی رائے بھی یہی ہے۔

---

(۱) ابن قیم، جلاء الأفهام في الصلاة والسلام علی خیر الأنام ﷺ: ۱۷۸

امام ابن حجر عسقلانیؒ کی تشریح

امام ابن حجر عسقلانیؒ (۷۷۳-۸۵۲ھ) 'فتح الباري بشرح صحيح البخاري (۸: ۴۶۵)' میں اس آیت ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی شرح میں یہ روایت بیان کرتے ہیں:

روى ابن أبي حاتم من طريق سعيد بن أبي هلال أنّه بلغه أنّ المقام المحمود الّذي ذكره الله أنّ النّبيّ ﷺ يكون يوم القيامة بين الجبار وبين جبريل فيغبطه بمقامه ذلک أهل الجمع.

''ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن ابو ہلال کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مقامِ محمود جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ اللہ رب العزت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان (عرش پر) جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کو دیکھ کر جمیع مخلوق آپ ﷺ پر رشک کرے گی۔''

امام ابن حجر عسقلانیؒ یہ روایت بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور پھر فرمایا کہ امام علی بن حسین بن علی (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) نے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

اس کے بعد امام عسقلانیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں مختلف اقوال درج کیے ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا قول بھی نقل کیا ہے:

۱۔ **إنّ المراد بالمقام المحمود أخذه بحلقة باب الجنّة.**

’’مقامِ محمود سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا جنت کے دروازے کی زنجیر کو پکڑنا ہے۔‘‘

۲۔ قيل إعطاؤه لواء الحمد.

’’یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو لواء حمد کا عطا کیا جانا مقامِ محمود ہے۔‘‘

۳۔ وقيل جلوسه على العرش.

’’اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا مقامِ محمود ہے۔‘‘

یہ قول حضرت عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد امام عسقلانیؒ نے احادیثِ شفاعت کی تشریح و تفصیل بیان کی ہے اور شفاعت کے موضوع پر دیگر روایات بھی بیان کی ہیں۔ ان میں وہ حضرت یزید الفقیر کی روایت بھی بیان کرتے ہیں جس میں انہوں نے خوارج کے انکارِ شفاعت کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا اور اُنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ شفاعت اور مقامِ محمود کی تفصیل انہیں سمجھائی تھی۔ یہ روایت بیان کر کے امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ خوارج ایک مشہور بدعتی گروہ تھا جو کہ شفاعت کا انکار کیا کرتا تھا جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اُن کے اس انکار کو احادیث کی روشنی میں ردّ کیا کرتے تھے۔

پھر امام عسقلانیؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطاب فرمایا اور کہا: اس اُمت میں ایک گروہ ایسا ہو گا جو رجم کا انکار کرے گا، دجال کا انکار کرے گا، عذابِ قبر کا انکار کرے گا، شفاعت کا انکار کرے گا اور روزِ قیامت دوزخ سے لوگوں کے نکالے جانے کا انکار کرے گا۔

اس کے بعد امام عسقلانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں مختلف اقوال بیان کرتے ہیں:

۱۔ امام طبریؒ فرماتے ہیں: مقامِ محمود کے بارے میں اکثر علماء نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ وہ مقام ہوگا جس پر حضور نبی اکرم ﷺ قیام فرما ہوں گے تاکہ اپنے اُمتیوں کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائیں۔ پھر انہوں نے متعدد روایات بیان کی ہیں جن میں بعض اس قول کی تصریح کرتی ہیں اور بعض میں ہے کہ اس سے مراد مطلق شفاعت ہے۔

۲۔ پھر امام عسقلانیؒ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کی اپنی اُمت کے حق میں شفاعت قبول فرمائے گا، پس یہی مقامِ محمود ہے۔

۳۔ اس کے بعد امام ابن حجر عسقلانیؒ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو سبز پوشاک پہنائے جانے کی روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کو سبز پوشاک کا پہنایا جانا مقامِ محمود ہے۔

۴۔ پھر امام عسقلانیؒ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش کے دائیں جانب قیام کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جس مقام پر تمام اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی حمد بیان کریں گے۔ آپ ﷺ کا عرش کے دائیں طرف قیام کرنا مقامِ محمود ہے۔

(یہ تمام اقوال بالتفصیل پہلے بیان ہو چکے ہیں۔)

۵۔ اس کے بعد امام ابن حجر عسقلانیؒ حضرت لیثؒ کے طریق سے حضرت مجاہد التابعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿**مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**﴾ - کے بارے میں فرمایا: ''**یجلسه معه علی عرشه**'' اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا یہ مقامِ محمود ہے۔

امام عسقلانیؒ یہ تمام اقوال بیان کر کے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

مقامِ محمود کے بارے میں پہلا قول کہ اس سے مراد شفاعت ہے اولیٰ و افضل ہے۔ مگر یہ قول کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا اسے بھی کسی نقلی یا عقلی دلیل کے ذریعے ردّ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد امام عسقلانیؒ روایت کرتے ہیں کہ نقاش نے امام ابو داودؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ''جو عرش پر حضور نبی اکرم ﷺ کے بٹھائے جانے کے قول کا انکار کرے وہ ''متّهم'' (تہمت زدہ) ہے۔'' وہ ثقہ نہیں ہے، اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ یہ امام ابو داود (صاحبِ السنن) کا فتویٰ ہے۔

اس کے بعد امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس قول کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو کہ اس قول کو حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہم اور حضرت مجاہد التابعیؒ نے روایت کیا ہے۔ یہ بیان کر کے وہ فرماتے ہیں:

إنّ محمدا يوم القيامة على كرسيّ الرّب بين يدي الرّب.

''روزِ قیامت حضرت محمد ﷺ اللہ رب العزت کے سامنے باری تعالیٰ کی طرف سے رکھوائی گئی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔''

امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ''كرسيّ الرّب'' میں اضافتِ تشریفی ہے۔

اللہ تعالیٰ اِکراماً، تعظیماً، اِجلالاً جو کرسی حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے بچھائے گا اُسے اپنی کرسی سے تعبیر کیا جس طرح خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد امام عسقلانیؒ امام ماوردیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں مقامِ محمود کے بارے میں تین اقوال بیان کیے ہیں:

۱۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔

۲۔ دوسرا قول حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر بٹھایا جانا ہے۔

۳۔ تیسرا قول روزِ قیامت آپ ﷺ کو لواء حمد کا عطا کیا جانا ہے۔

اس کے بعد امام عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام قرطبیؒ نے فرمایا: یہ اقوال پہلے قول سے متضاد نہیں ہیں بلکہ مقامِ محمود کے بارے میں چوتھا قول بھی مذکور ہے جسے ابن ابی حاتم نے سندِ صحیح کے ساتھ حضرت سعید بن ھلالؒ، جو کہ صغار تابعین میں سے ہیں، کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہیں مقامِ محمود کے حوالے سے یہ خبر پہنچی ہے:

أنّ رسول الله ﷺ یکون یوم القیامة بین الجبّار ﷻ وبین جبریل علیہ السلام فیغبطه بمقامه ذلک أهل الجمع.

''حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت اللہ رب العزت اور جبریل امین علیہ السلام کے درمیان تشریف فرما ہوں گے۔ آپ ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کو دیکھ کر تمام اہلِ محشر آپ ﷺ پر رشک کریں گے۔''

یہ تمام اقوال اور روایات بیان کرنے کے بعد امام ابن حجر عسقلانیؒ اپنی رائے بیان کرتے ہیں:

ان تمام اقوال کو شفاعتِ عامہ پر منطبق کیا جا سکتا ہے مگر حضور نبی اکرم ﷺ کو لوائے حمد کا عطا کیا جانا، آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور اپنے رب کی بارگاہ میں کلام کرنا، آپ ﷺ کا کرسی پر تشریف فرما ہونا اور آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب قیام فرما ہونا، یہ تمام آپ ﷺ کے مقامِ محمود کی صفات ہیں۔ جن پر فائز ہو کر آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔(۱)

(۱) عسقلانی، فتح الباري بشرح صحیح البخاري، ۱۱: ۴۲۷-۴۲۸

علامہ عینیؒ کی شرح

علامہ عینیؒ (م ۸۵۵ھ) دوسرے شارحِ صحیح البخاری اور نویں صدی ہجری کے عظیم محدث ہیں۔ انہوں نے بھی مقامِ محمود کی شرح بیان کی ہے اور اِس کے بارے میں پائے جانے والے ائمہ کے دونوں مشہور اقوال کو نقل کیا ہے۔ آپ ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی شرح میں رقم طراز ہیں:

والجمهور على أنّ المراد به الشّفاعة وبالغ الواحدي فنقل فيه الاجماع وقال الطبري: قال: أكثر أهل التأويل المقام المحمود هو الّذي يقومه النّبي ﷺ ليريحهم من كرب الموقف. وروى أحاديث كثيرة تدل على أنّ المقام المحمود الشفاعة، عن ابن عباس موقوفا وعن أبي هريرة مرفوعا وعن أبي مسعود كذلك وعن الحسن البصري وقتادة وقال الطبري أيضا: قال ليث عن مجاهد في قوله مقاما محمودا: يجلسه معه على عرشه. ثم أسنده وبالغ الواحدي في ردّ هذا القول. ونقل النقاش عن أبي داود صاحب السنن أنّه قال: من أنكر هذا فهو متّهم وقد جاء عن ابن مسعود عند الثعلبي وعن ابن عباس عند أبي الشيخ عن عبد الله بن سلام رضي الله عنه أنّ محمدا يوم القيامة على كرسي الرّب بين يدي الرّب.[1]

’’جمہور کا قول یہ ہے کہ مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے۔ واحدی نے اس پر

(۱) عيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ۲۳: ۴۳

ائمہ کا اجماع بیان کیا ہے۔ امام طبری کہتے ہیں کہ اکثر اہلِ تاویل کا یہ کہنا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد وہ مقام ہے جس پر حضور نبی اکرم ﷺ فائز ہو کر تمام لوگوں کو قیامت کی کربناکیوں سے نجات دلائیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے کثرت سے وہ احادیث بیان کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے موقوفا اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعا روایات بیان کی ہیں۔ امام طبریؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت لیث نے حضرت مجاہدؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ (اس کا معنی یہ ہے:) اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ واحدی نے اس قول کو ردّ کیا ہے جب کہ امام ابو داود صاحبِ السنن سے نقاش نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے اس قول - إجلاس علی العرش - کا انکار کیا وہ متّھم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک محمد ﷺ روزِ قیامت اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھوائی گئی خصوصی نشست پر تشریف فرما ہوں گے۔ یہ قول ثعلبی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے روایت کیا ہے۔''

علامہ عینیؒ کا تمام ائمہ کی آراء بیان کرنے کے بعد آخر پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی مقامِ محمود سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا ہے۔

امام قسطلانیؒ کی تائید

امام قسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) تیسرے شارحِ صحیح البخاری ہیں جنہوں نے اپنی کتاب 'المواهب اللدّنية بالمنح المحمّديّة (۳: ۴۴۸-۴۵۰)' میں مقامِ محمود پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اِنہوں نے بھی امام ابن حجر عسقلانیؒ کی بحث کو من وعن نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اِنہوں نے مقامِ محمود کے بارے میں چار اَقوال نقل کیے ہیں اور چوتھے قول میں وہ فرماتے ہیں:

قيل: هو إجلاسه ﷺ على العرش، وقيل على الكرسي، روي عن ابن مسعود أنّه قال: يقعد الله تعالٰى محمدا ﷺ على العرش، وعن مجاهد أنّه قال: يجلسه معه على العرش.

''کہا گیا کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر بٹھایا جانا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس مراد آپ ﷺ کا کرسی پر بٹھایا جانا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالٰی حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا جب کہ حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالٰی حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔''

یہ بیان کر کے امام قسطلانیؒ اپنی رائے دیتے ہیں کہ اس قول کا کسی جلیل القدر امام اور عالم نے انکار نہیں کیا سوائے ایک عالم علامہ واحدیؒ کے۔ لیکن انہوں نے جتنی بھی بحث کی اُس میں کہیں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے ساری بحث میں اللہ تعالٰی کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار کیا ہے کہ کرسی

پر بیٹھنا مخلوق کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کرسی پر بیٹھنے سے پاک ہے، اگر اللہ کے لیے کرسی پر بیٹھنا ثابت کیا جائے تو باری تعالیٰ کی مخلوق سے تشبیہ ہو جائے گی۔ انہوں نے لفظی اور کلامی بحث کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار انہوں نے بھی نہیں کیا۔

امام قسطلانیؒ علامہ واحدیؒ کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر تشریف فرما ہونا عام کیفیت کی طرح نہیں ہو گا بلکہ وہ اپنی اس شان کے مطابق تشریف فرما ہو گا جسے ہم نہیں جانتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا آپ کے لیے صفتِ ربوبیت کو ثابت کرنے کے لیے یا آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے خارج کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزّت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلند تر کرنے کے لیے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا مَعَهُ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ.(۱)

''بیشک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔''

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.(۲)

''اے میرے رب! تو میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔''

پس یہ تمام مثالیں رتبہ، منزلت اور درجات کی بلندی کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی خاص جگہ اور مقام کی طرف۔

---

(۱) الاعراف، ۷: ۲۰۶

(۲) التحریم، ۶۶: ۱۱

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (۱۱۴۳-۱۲۲۵ھ) خطہ برصغیر کے عظیم مفسر ہیں۔ قاضی ثناء اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ وہ اپنی تفسیر 'تفسیر المظهری (۵: ۳۱۷)' میں مقامِ محمود کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں دو قول ہیں:

پہلا قول

مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے۔

دوسرا قول

اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ دلیل کے طور پر انہوں نے جو حدیثِ مبارکہ بیان کی اس کو امام بغویؒ کے طریق سے حضور نبی اکرم ﷺ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

قال البغوي: عن أبي وائل عن عبد الله عن النّبيّ قال: إنّ الله اتّخذ إبراهيم خليلا وإنّ صاحبكم خليل الله وأكرم الخلق على الله. ثم قرأ: ﴿عَسٰی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: يجلسه على العرش.

وعن عبد الله بن سلام رضي الله عنه قال: يقعده على الكرسي.

''حضرت ابو وائل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے جب کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے دوست بھی ہیں اور تمام مخلوق سے افضل بھی ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔

''حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرسی پر بٹھائے گا۔''

ہر چند کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی اپنی ترجیح پہلے قول کی طرف ہے مگر دوسرا قول بیان کر کے انہوں نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قول بھی ان کے ہاں مقبول ہے۔

امام شوکانیؒ کی شرح

امام شوکانیؒ (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ) اپنی تفسیر 'فتح القدیر الجامع بین فنّی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر (۳: ۲۵۱، ۲۵۲)' میں بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود کے بارے میں چار اقوال ہیں:

۱۔ مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

امام شوکانیؒ بیان کرتے ہیں: ''مقامِ محمود کے بارے میں پہلا قول یہ ہے کہ اِس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا روزِ قیامت لوگوں کے لیے شفاعت فرمانا ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اُنہیں محشر کی حشر سامانیوں سے نجات عطا فرمائے گا۔ مقامِ محمود کے بارے میں اس قول پر ادلّہِ صحیحہ دلالت کرتے ہیں اور ابن جریر طبریؒ نے اسے اکثر اہلِ تاویل سے نقل کیا ہے جب کہ واحدی نے کہا: مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو لواءِ حمد کا عطا کیا جانا

امام شوکانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا قول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت لوائے حمد کا عطا کیا جانا ہے۔ یہ قول پہلے قول کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ عین ممکن ہے اور کوئی بات اس کے منافی نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت شفاعت فرمائیں اور لوائے حمد بھی اُن کے ہاتھ میں ہو۔''

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جانا

امام شوکانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں تیسرا قول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
''مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ اپنی کرسی پر بٹھائے گا۔ اس قول کو ابن جریر طبریؒ نے مفسرین کے ایک گروہ سے روایت کیا ہے جن میں ایک حضرت مجاہد التابعیؒ ہیں۔ اس بارے میں احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔ نقاش نے حضرت ابو داودؒ کا قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے اس بات کا انکار کیا (کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت عرش پر نہیں بٹھایا جائے گا) وہ ہمارے نزدیک متّہم ہے۔ اہلِ علم کثرت سے اس قول کو روایت کرتے آئے ہیں۔''

اس کے بعد امام شوکانیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں دوسری ہر قسم کی تاویل کو ردّ کیا ہے کہ اس کی کوئی بھی تاویل کی جائے وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے یا مقامِ شفاعت کے اقوال کے منافی نہیں۔

۴۔ حضور ﷺ کی مطلق حمد

امام شوکانیؒ نے مقامِ محمود کے بارے چوتھا قول بیان کیا ہے کہ ''اِس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی مطلق حمد ہے جو روزِ قیامت آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر تمام اہلِ محشر کریں گے۔ اس معنی کو صاحبِ الکشاف اور اُن کے مقتدی مفسرین نے بیان کیا ہے۔''

یہ قول بیان کر کے امام شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ احادیث سے مقامِ محمود کا معنی متعین ہو چکا ہے اس لیے یہاں اس کا عمومی معنی مراد لینا مناسب نہیں ہو گا۔

علامہ جمال الدین قاسمیؒ کی تفصیلی بحث

علامہ قاسمیؒ (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) نے اس قول کے متعلق کہ ’’حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے گا‘‘ - بڑی خوبصورت بحث کی ہے۔ علامہ جمال الدین قاسمیؒ دمشق کے بیسویں صدی کے بہت بڑے محدث اور مفسر ہیں۔ ان کو عام طور پر سلفی مکتبِ فکر کا حامل سمجھا جاتا ہے جو صریحاً غلط ہے۔ مصر اور شام کے پچھلی صدی کے علماء مثلاً علامہ رشید رضاؒ، حسن البناءؒ، علامہ جمال الدین افغانیؒ، مفتی محمد عبدہؒ اور علامہ جوہری الطنطاویؒ جیسے تمام لوگ علامہ قاسمیؒ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ بعض لوگ بغیر پڑھے کسی کے بارے میں رائے قائم کر لیتے ہیں حالانکہ ان کی رائے صریحاً غلط ہوتی ہے۔ علامہ قاسمیؒ کے بارے میں بھی لوگوں کی رائے کا یہی حال ہے، ان کو لوگ سلفی عقائد کا حامل شمار کرتے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہؒ کے بارے میں بھی غلط رائے قائم کر لی گئی ہے۔ حتی کہ امام ابن کثیرؒ کے بارے میں بھی یہی رائے ہے کہ وہ سلفی مکتبِ فکر کے حامل ہیں حالانکہ حافظ ابن کثیرؒ کی ’’تفسیر‘‘ عقائدِ اہلِ سنت کی سب سے بڑی مؤید تفسیر ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں عقائدِ اہلِ سنت کے ایسے قوی دلائل بیان کیے ہیں جو کسی اور تفسیر میں نہیں ملتے۔ سوائے امام جلال الدین سیوطیؒ کی ’الدر المنثور‘ کے، مگر وہ صرف روایت بیان کرتے ہیں جب کہ حافظ ابن کثیرؒ کثرت سے روایات بیان کرتے ہیں اور پھر ان پر جرح بھی کرتے ہیں اور سند کے ساتھ احادیث بیان کرتے ہیں۔

علامہ قاسمیؒ نے اپنی تفسیر ’محاسن التأویل (۶: ۴۹۱-۴۹۵)‘ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود کے بارے میں وہی دو مشہور اقوال نقل کیے ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ شفاعتِ عظمیٰ ہے جو آپ ﷺ کو روزِ قیامت عطا کیا جائے گا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔

اس پر وہ امام ابن جریر طبریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''علماء کے ایک گروہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ مقامِ محمود جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اس پر فائز فرمائے گا، اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ اس قول کو حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے۔''

علامہ واحدیؒ کے اعتراضات

اس کے بعد علامہ قاسمیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس قول کا انکار صرف علامہ واحدیؒ نے کیا ہے۔ لیکن اُن کا انکار حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں ہے اُن کا اعتراض صرف اللہ تعالیٰ کے عرش پر بیٹھنے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے پر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے قعود ثابت کیا جائے تو اس سے اللہ رب العزت کی ذات محدود ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے لفظِ بَعْث کو اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے۔

پہلا اعتراض وہ یہ کرتے ہیں کہ مبعوث کرنا اجلاس کی ضد ہے کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: وہ مُردوں کو قبر سے مبعوث کرے گا یعنی انہیں قبروں سے کھڑا کرے گا۔ پس بعث، اجلاس کی ضد ہے اس لیے یہ تفسیر باطل ہے۔

دوسرا اعتراض وہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مقامِ محمود فرمایا ہے نہ کہ مقعد فرمایا ہے۔ مقام کھڑے ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں نہ کہ بیٹھنے کی جگہ کو۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہو اور حضرت محمد ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھے ہوں جیسا کہ کہا گیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہو جائے گی

اور ایسا ہونا محال ہے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تشریف فرما ہونے میں کثرتِ اعزاز نہیں ہے کیونکہ اس قول کے مؤید مفسرین کہتے ہیں کہ جنت میں اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور اُس کے ساتھ بیٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے احوال دریافت فرمائے گا۔ اس صورت میں تو یہ حالت ہر مومن کو حاصل ہو گی اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے مزید مرتبے اور اکرام والی کوئی بات نہیں۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے: سلطان نے فلاں آدمی کو بھیجا تو اس سے یہ معنی سمجھ میں آتا ہے کہ اس نے اُسے کسی قوم کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے نہ کہ اس سے یہ سمجھا جائے کہ اُس نے اُسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

اعتراضات کا جواب

علامہ قاسمیؒ ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ واحدی کے وارد کیے گئے ان پانچوں اعتراضات کا جواب دوں جن کے ذریعے حضرت مجاہدؒ کے قول کو ردّ کیا گیا ہے۔

۱۔ جہاں تک پہلے اعتراض کا تعلق ہے تو حضرت مجاہدؒ نے لفظِ بعث کی تفسیر نہیں کی اور نہ ہی اسے إجلاس (عرش پر بٹھانے) کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود پر فائز کیے جانے کی تفسیر کی ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا۔

۲۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لفظِ مقام، اپنے لغوی معنی کی بجائے، لغت میں قدر و منزلت اور رفعت کے معنی میں معروف ہے۔

۳۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ لزوم باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ کوئی ذات اس کی ہمسری اور برابری نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قرآن و

حدیث میں جو بھی صفات بیان کی گئی ہیں ان صفات میں وہ مخلوق کے مماثل نہیں ہے اور خالق کو مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

۴۔ چوتھے اعتراض میں مبالغہ آرائی کارفرما ہے، ہر کوئی جانتا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے ہاں کسی جماعت کو دعوت دے اور اُن میں سے افضل شخص کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لے تو یہ بات قرینِ قیاس ہے، کیونکہ جس کو بٹھایا گیا ہے وہ اس مقام و مرتبہ کا مالک ہے کہ جس کی بناء پر اُسے تمام جماعت پر فوقیت حاصل ہے۔

۵۔ پانچویں اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ جس جہاں کی بات ہو رہی ہے وہ ہماری اس دنیا سے مختلف ہے اور آخرت میں کسی کو کسی کی اصلاح کے لیے بھیجنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جب کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور یہ اس تفسیر پر صادق آتا ہے جو حضرت مجاہدؒ نے کی اور جس پر اکثر کی رائے ہے۔ پس تو غور کر اور انصاف کر۔

دیگر ائمہ کے اَقوال و تصریحات

اس کے بعد علامہ قاسمیؒ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کی تائید میں مختلف ائمہ، مفسرین اور علماء کے اقوال نقل کیے ہیں:

(۱) امام ذہبیؒ

حافظ ذہبیؒ (۶۷۳-۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب ’العلوّ للّٰہ العظیم‘ میں امام دارقطنی کے حالاتِ زندگی کے ذیل میں یہ اشعار درج کیے ہیں:

حديث الشفاعة في أحمد
إلى أحمد المصطفٰى نسنده

وأما حدیث بإقعاده
علی العرش أیضا فلا نجحده

أمِرُّو الحدیث علی وجهه
ولا تدخلوا فیه ما یُفسده

(ہم حدیثِ شفاعت کو احمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں، اور رہی آپ ﷺ کو عرش پر بٹھانے کی روایت تو ہم اس کا بھی انکار نہیں کرتے۔ پس حدیث کو اس کے اصل معنی پر قائم رکھو اور اس میں ایسی چیزیں داخل نہ کرو کہ اُس کا اصل معنی فاسد ہو جائے۔)

اس کے بعد امام ذہبیؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں شیخ بغداد محمد بن مصعبؒ کے حالاتِ زندگی بیان کیے اور اُن سے مقامِ محمود کی یہ تفسیر بیان کی ہے:

وقال المروذيّ: سمعت أبا عبد اللہ الخفاف، سمعت ابن مصعب وتلا: ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: نعم یقعدہ علی العرش.

ذکر الإمام أحمد، محمد بن مصعب، فقال: قد کتبت عنه.

''مروذیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعبد اللہ الخفافؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (شیخ بغداد) حضرت ابن مصعبؒ سے سنا: انہوں نے اس آیت ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔

''امام احمد بن حنبلؒ نے شیخ بغداد محمد بن مصعبؒ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نے اُن سے احادیث نقل کی ہیں (یعنی وہ امام احمد بن حنبلؒ کے اساتذہ

میں سے ہیں)۔“

(۲) امام مروزیؒ

امام مروزیؒ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کو ثابت کرنے کے لیے تحقیق کی اور اس پر ایک کتاب مرتب کی جس میں حضرت مجاہدؒ کے اس قول - حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھایا جانا - کو لیث بن ابی سلیمؒ، عطاء بن السائبؒ، ابو یحیی القتاتؒ اور جابر بن یزیدؒ کے طرق سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اُن ائمہ کے طریق سے بھی بیان کیا ہے جنہوں نے اُس زمانے میں فتویٰ دیا کہ قولِ مجاہدؒ تسلیم کیا گیا ہے اور اس کی مخالفت نہیں کی گئی۔ اِس کے علاوہ اُنہوں نے امام ابو داود سجستانیؒ صاحبِ السنن، ابراہیم حربیؒ اور علماء کے ایک بہت بڑے گروہ کے طریق سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت مجاہدؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أنا منكر على كلّ من ردّ هذا الحديث، وهو عندي رجل سوء متّهم، سمعته من جماعة وما رأيت محدّثًا ينكره، وعندنا إنّما تنكره الجهميّة. وقد حدّثنا هارون بن معروفٍ، ثنا محمد بن فضيل عن ليث، عن مجاهد في قوله: ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: يقعده على العرش. فحدّثت به أبي رحمه الله فقال: لم يُقَدَّرْ لي أن أسمعه من ابن فضيل.

”جس شخص نے اس حدیث کا انکار کیا میں اُس کا منکر ہوں اور ایسا شخص میرے نزدیک تہمت زدہ اور ناپسندیدہ ہے۔ میں نے اس روایت کو محدثین کی

ایک جماعت سے سنا ہے اور میں نے کسی محدّث کو اس کا منکر نہیں پایا۔ ہمارے ہاں اس کا انکار صرف جہمیہ (خوارج) کرتے ہیں۔ پس ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن معروفؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضیلؒ نے حضرت لیث سے اور انہوں نے روایت کیا حضرت مجاہدؒ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ - کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ پس میں نے یہ حدیث اپنے والدِ گرامی (امام احمد بن حنبلؒ) سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میری قسمت میں نہ تھا کہ میں یہ حدیث ابن فضیلؒ سے سن سکوں۔''

امام مروذیؒ، ابراہیم بن عرفہؒ کے طریق سے بیان کرتے ہیں:

سمعت ابن عمير يقول: سمعت أحمد بن حنبل يقول: هذا قد تلقته العلماء بالقبول.

''میں نے ابن عمیرؒ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو یہ فرماتے ہوے سنا: اس قول (حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے) کو علماء کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔''

امام مروذیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابو داود سجستانیؒ نے فرمایا:

حدّثنا ابن أبي صفوان الثّقفيّ، ثنا يحيٰى بن أبي كثير، ثنا سلم بن جعفر، وكان ثقّة، ثنا الجريريّ، ثنا سيف السدوسيّ عن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ قال: إذا كان يوم القيامة جيء بنبيّكم ﷺ حتّى يجلس بين يدي الله عزوجل على كرسيّه.

''ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی صفوان الثقفیؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث

بیان کی یحیی بن ابی کثیرؒ نے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیم بن جعفرؒ نے، اور یہ ثقہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی الجریریؒ نے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیف الدوسیؒ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے فرمایا: روزِ قیامت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لایا جائے گا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھوائی گئی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔''

الغرض حضرت مجاہدؒ کے اس قول کو امام ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور اسی طرح نقاش نے اسے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، اسی طرح شیخ الشافعیہ ابن سریجؒ نے اس قول کے منکر کو ردّ کیا ہے۔

اس قول کی تائید میں امام ابو بکر الخلالؒ نے اپنی کتاب 'السنة' میں ایک دلچسپ خواب بیان کیا ہے:

أخبرني الحسن بن صالح العطار عن محمد بن عليّ السّراج قال: رأيت النّبيّ في النّوم فقلت: إنّ فلانًا الترمذيّ يقول: إنّ الله لا يقعدک معه على العرش. ونحن نقول: بل يقعدک. فأقبل (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عليّ شبه الغضب وهو يقول: بلى، والله! بلى، والله! يقعدني على العرش. فانتبهت.

''مجھے حسن بن صالح العطارؒ نے حضرت محمد بن علی السراجؒ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) فلاں ترمذ کا رہنے والا شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر نہیں بٹھائے گا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بٹھائے گا۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُر جلال چہرے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور

فرمایا: ہاں ، اللہ کی قسم!، ہاں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے عرش پر بٹھائے گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

قاضی ابویعلی الفراءؒ نے نقل کیا کہ محدث وفقیہ ابوبکر احمد بن سلیمان النجادؒ بیان کرتے ہیں:

لو أنّ حالفًا حلاف بالطّلاق ثلاثا، إنّ اللّٰه يقعد محمدا ﷺ على العرش. ثم استفتاني، لقلت له: صدقت وبررت.

’’اگر کوئی شخص اس بات پر حلف اٹھائے: ’’اگر یہ بات غلط ہو کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو میری بیوی کو تین طلاقیں‘‘ پھر وہ مجھ سے فتویٰ لینے آئے تو میں کہوں گا: ہاں تو نے حق اور سچ بات کہی۔‘‘

المختصر ان تمام اقوال وتصریحات سے ثابت ہوا کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت اپنے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ جو لوگ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اس سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں شامل ہونا لازم آتا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے (معاذ اللہ) مرتبۂ اُلوہیت ثابت ہوتا ہے اُن کی خدمت میں عرض ہے: یہ کس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر جلوہ افروز ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ نہ اُس کی کرسی عام مخلوق کی کرسی کی طرح ہو گی اور نہ اُس کا کرسی پر تشریف فرما ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ وہ اپنی شان کے لائق اپنی شایانِ شان کرسی پر استواء اور نزول فرمائے گا۔ لہٰذا یہ اعتراض بنتا ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرسی کا ثبوت اُسے مخلوق میں شامل کرنے کا موجب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق استواء ونزول فرما کر اللہ ہی رہتا ہے اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت عرش پر بیٹھ کر بھی عبد ہی رہیں گے وہ معبود اور خالق نہیں بنیں گے۔ کیونکہ اللہ کا بیٹھنا اُس کی شانِ اُلوہیت کے مطابق ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا بیٹھنا اُن کی شانِ محبوبیت اور شانِ مخلوقیت کے مطابق ہو گا۔

اِجلاس اور قیام کی روایات میں تطبیق

ائمہ و محدثین کی بیان کردہ تشریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا اور آپ ﷺ عرش پر اللہ رب العزت کی طرف سے رکھوائی گئی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے لیکن چند احادیث سے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ عرش پر نہیں بیٹھیں گے بلکہ قیام فرما رہیں گے۔

جیسے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ایک روایت میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَ يَبْقٰى مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيَّ رَبِّي مَخَافَةَ أَنْ يَبْعَثَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيَبْقٰى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) تمام انبیاء علیهم السلام کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کریم کے حضور کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری اُمت، میرے بعد بے یارو مددگار رہ جائے۔......‘‘

دونوں روایات حق ہیں اور دونوں حضور نبی اکرم ﷺ کی دو الگ الگ شانیں

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ ابن خزیمة، التوحید: ۳۷۸، رقم: ۳۲۳
۴۔ منذري، الترغیب والترهیب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

ہیں۔ ان دو روایات میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ پہلی روایت جس میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ جب میدانِ حشر میں عدالت لگے گی تو اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اور عظمت دکھانے کے لیے فرمائے گا کہ محبوب! اس کرسی پر بیٹھ جائیں، اوّلاً حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کرسی پر تشریف فرما ہوں گے، تاکہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ یہاں تک پہلی روایت کا معنی مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد مذکورہ روایات کے مطابق فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوں گے اور اِس کا سبب اوّلاً ادبِ بارگاہ الٰہی ہو گا اور ثانیًا اُمت کی بخشش و مغفرت کے لیے اضطراب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر بٹھانا اپنے محبوب کی شانِ محبوبیت دکھانے کے لیے ہو گا تاکہ پورا عالمِ محشر اُس کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محبوبیت کو دیکھ لے، کرسی پر بٹھایا جانا محبوبیت کے اظہار کے لیے ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا کھڑے ہو جانا اور کھڑے رہنا یہ آپ ﷺ کی طرف سے بارگاہِ الٰہی کے ادب اور اپنی شانِ عبدیت کا اظہار ہو گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی روایات، احادیث اور اقوال سے یہ ثابت ہوا کہ مقامِ محمود، شفاعت کا ایک خاص مقام ہے۔ اس سے مراد عرش پر کرسیِ الٰہی کے پاس کرسیِ مصطفیٰ ﷺ کا رکھا جانا ہے تاکہ دنیا دیکھے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا مقام کیا ہے؟ اس دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے سیرت بیان کرتے ہوئے زندگیاں گزار لیں لیکن وہ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت سے آشنا نہ ہو سکے۔ اُن کی پوری زندگی اسی گرداب، اسی شک، اسی وہم اور گمان اور اسی بحث اور تکرار میں رہی کہ مصطفیٰ ﷺ کا مقام کیا ہے؟...... وہ مقام تولتے رہے......، وہ منزلت تولتے رہے......، وہ مکانت تولتے رہے......، وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے مقام کی رفعت تولتے رہے......، کوئی ہم سری کا کہتا رہا، کوئی اپنے جیسا سمجھتا رہا......، کوئی تھوڑا سا اُوپر سمجھتا رہا......، کوئی رسول کا معنی یہ لیتا رہا کہ اُن کی طرف وحی کی گئی......، کوئی کہتا رہا کہ اُنہیں صرف ہمیں پیغام پہنچانے کے لیے نبی بنایا۔ روزِ حشر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: محبوب دنیا میں تو یہ لوگ میرے دیدار سے محروم تھے، میں ان کو اپنا

جلوہ کراتا نہ تھا، ان کی آنکھوں پر پردے تھے جس کی سمجھ میں جو کچھ آیا وہ کہتا رہا۔ محبوب! آج پردے اُٹھا دیئے آج انہیں تیرا مقام دکھاتا ہوں۔ روزِ محشر حکم ہو گا: عرش پر میری کرسی کے ساتھ دائیں جانب میرے مصطفیٰ کی کرسی رکھی جائے تاکہ لوگ دیکھیں کہ یہ رب ہے اور اُس کے ساتھ اُس کا محبوب مصطفیٰ ہے...... یہ کرسیٔ صدارت ہے جس پر ربِ کائنات اپنی شان کے مطابق نزولِ اجلال فرمائے ہوئے ہے اور ساتھ دائیں جانب کرسیٔ مہمانِ خصوصی ہے، جس پر حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں...... سارا جہاں جب عرش کی طرف رب کو دیکھے تو ہر ایک کی نگاہ ایک طرف رب پر پڑے اور دوسری طرف مصطفیٰ پر پڑے اور معلوم ہو جائے یہ مقامِ محمود ہے...... تاکہ زبانیں بند ہو جائیں......، گمان ختم ہو جائیں......، وہم و ارتعاب ختم ہو جائیں...... اور جس کو دنیا میں سمجھ نہیں آئی تھی وہ بھی سمجھ لے کہ مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور مقامِ محمود کیا ہے۔

یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کو حکم فرمایا کہ وہ ہر اذان کے بعد اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کو اِس مقام پر فائز کیے جانے کی دعا کریں۔ یہ دعا کرنے کا حکم دینا اپنے لیے نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ کی دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو ضرور بضرور اس مقام پر فائز کیا جائے گا بلکہ یہ حکم اُمت کے لیے فرمایا تھا تاکہ وہ اس کے سبب روزِ قیامت شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ سے فیض یاب ہوں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء، ۱: ۲۲۲، رقم: ۵۸۹

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا أذن المؤذن من الدعاء، ۱: ۴۱۳، رقم: ۲۱۱

←

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یوں دعا مانگے گا: ’’اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام وسیلہ اور سب پر فضیلت مرحمت فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘ ایسا کہنے والے کے لیے قیامت کے روز میری شفاعت واجب ہو گی۔‘‘

یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے جس پر آپ ﷺ کے فائز کیے جانے کے بعد تمام اوّلین و آخرین، انبیاء و رُسل، جن و انس اور پھر ان سب کا خالق، تمام حضور ﷺ کی حمد کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کے اکرام، آپ ﷺ سے محبت و شفقت اور محبوبیت کا یہ اظہار بھی آپ ﷺ کی حمد ہو گا اور وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا عمل جو ابتدائے کائنات سے شروع کیا گیا تھا وہ انتہائے یومِ قیامت حتی کہ بعد از قیامت، جنت میں بھی جاری رہے گا۔ جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود کے توسل سے لوگوں کے درجے بدلتے رہیں گے اور اُن کی اعلیٰ درجات میں ترقی ہوتی رہے گی۔ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابتدائے قیامت سے لے کر دورانِ قیام جنت تک اگلی ساری زندگی حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود کے تابع کر دی ہے۔ لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر بھی بلند ہوتا رہے گا اور آپ ﷺ کی شان بھی بلند ہوتی رہے گی۔

.... ۳۔ أبو داود، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الدعاء عند الأذان، ۱:
۱۴۶، رقم: ۵۲۹

۴۔ نسائي، السنن، کتاب الأذان، باب الدعاء عند الأذان، ۲: ۲۷، رقم: ۶۸۰

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأذان، باب ما یقال إذا أذن المؤذن، ۱: ۲۳۹، رقم: ۷۲۲

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ **آلوسی**، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود (۱۲۷۰ھ)۔ **روح المعاني فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثاني**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث۔

۳۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۵۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۶۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۷۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/ ۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۸۔ **بیضاوی**، ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (۷۹۱ھ)۔ **أنوار التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۹۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوۃ فی معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ**۔ بیروت، لبنان:

دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ /۹۹۴۔۱۰٦٦ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰٦٦ء)۔ **شعب الإیمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۲۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ /۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱۳۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی (٦٦۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲٦۳۔۱۳۲۸ء)۔ **مجموع الفتاویٰ**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۴۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی (٦٦۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲٦۳۔۱۳۲۸ء)۔ **الفتاویٰ الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸٦ھ۔

۱۵۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱٦۔۱۲۰۱ء)۔ **زاد المسیر فی علم التفسیر**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ۔

۱٦۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۷۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔ ۹٦۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۸۔ **حسان بن ثابت** رضی اللہ عنہ، ابن منذر جزرجی (م۵۴ھ/٦۷۴ء)۔ **دیوان**۔ بیروت،

لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۱۹۔ **ابن حیان،** ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الأنصاری (۲۷۴۔۳۶۹ھ)۔ **العظمۃ۔** ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۰۔ **خازن،** علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل فی معانی التنزیل۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ + دار الکتب العلمیہ۔

۲۱۔ **ابن خزیمہ،** ابو بکر محمد بن اسحاق بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیشاپوری (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **التوحید۔** الریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۲۔ **خوارزمی،** أبو المؤید محمد بن محمود (۵۹۳۔۶۶۵ھ)۔ **جامع المسانید لأبی حنیفۃ۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

۲۳۔ **ابو داؤد،** سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۲۴۔ **دارمی،** ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۲۵۔ **دیلمی،** ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۶۔ **ذہبی،** شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ **سیر أعلام النبلاء۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۷۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۲۸۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبد اللہ (۱۶۱۔ ۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۹۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواہب اللدنیۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۰۔ **زمخشری**، امام جار اللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷۔۵۳۸ھ)۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**۔ قاہرہ، مصر: ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء۔

۳۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ + دار احیاء التراث العربی۔

۳۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء) + **محلی**، جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم (۷۹۱۔۸۶۴ھ/ ۱۳۸۹۔۱۴۵۹ء)۔ **تفسیر الجلالین**۔ بیروت لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۳۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر الجامع بین فنّی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر**۔ مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء۔

۳۴۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر**

الجامع بین فنّی الروایة والدرایة من علم التفسیر۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۳۵۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۶۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۷۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۳۸۔ **طبری**، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۳۹۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ **السنۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۴۰۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری بشرح صحیح البخاری**۔ قاہرہ، مصر: دار الحدیث+ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۴۱۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۴۲۔ **قاسمی**، محمد جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم بن صالح بن اسماعیل الدمشقی (۱۲۸۳۔۱۳۳۲ھ/۱۸۶۶۔۱۹۱۴ء)۔ **محاسن التأویل**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۴۳۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (۱۱۴۳۔۱۲۲۵ھ)۔ **تفسیر المظهری**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی + کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۴۴۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الفیحاء + دمشق، شام: مکتبۃ الغزالی، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء۔

۴۵۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحكام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۶۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **اِرشاد الساري لشرح صحيح البخاري**۔ مصر: مطبعہ کبریٰ امیریہ، ۱۳۰۴ھ۔

۴۷۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۴۸۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۴۹۔ **ابن قیم**، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام ﷺ**۔ کویت: دار العروبہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۵۰۔ **ابن قیم**، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **إجتماع الجیوش الإسلامیة علی غزو المعطلة والجھمیة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۵۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء + دار طیبہ للنشر والتوزیع۔

۵۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ لاہور، پاکستان: امجد اکیڈمی اردو بازار، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۵۳۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۵۴۔ **مروزی**، ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج (۲۰۲۔۲۹۴ھ)۔ **تعظیم قدر الصلاۃ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۶ھ۔

۵۵۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشیری النیشاپوری (۲۰۶۔۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۵۶۔ **مقدسی**، شیخ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمان حنبلی مقدسی (۵۶۷۔۶۴۳ھ)۔ **الأحادیث المختارة**۔ مکۃ المکرّمۃ، مکتبۃ النھضۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۵۷۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحیٰی (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **الإیمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۵۸۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔

۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ الترغيب والترهيب من الحديث الشريف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۵۹۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۶۰۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الکبری۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۶۱۔ **نسفی**، عبداللہ بن محمود بن احمد نسفی (۷۱۰ھ)۔ مدارک التنزیل وحقائق التأویل۔ بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی۔

۶۲۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۶۳۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ مسند الإمام أبي حنيفة۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۶۴۔ **ہندی**، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹ء۔

۶۵۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۶۶۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔

۱۴۰۵ء)۔ موارد الظمآن اِلیٰ زوائد ابن حبان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٦٧۔ فیروزآبادی، اِمام ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم (۷۲۹۔۸۱۷ھ)۔ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٦٨۔ ابو یعلی، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔